ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

47

31 دسمبر 2003ء — 7 ذوالقعدہ 1424ھ

- حقیقتِ رُوح اور اعجازِ قرآن
- تنظیم کی کہانی، بانیٔ محترم کی زبانی
- مسئلہ کشمیر اور پاک بھارت قیادت

"ندائے خلافت" 2003ء کا مکمل اشاریہ

www.tanzeem.org

دعوت و تبلیغ کا اصول

رسول اکرم ﷺ اس اعتبار سے منفرد حیثیت کے حامل ہیں کہ آپؐ نے دعوت و تبلیغ کے تمام عملی مراحل کا نمونہ بھی دیا اور تبلیغی عمل کے لئے بہترین اصول دیئے۔ آنے والے تمام تبلیغی و دعوتی کارکنوں کے لئے اصول بہترین رہنمائی کا کام دیتے رہیں گے۔ قرآن پاک نے اختصار و جامعیت کے ساتھ یہ اصول بیان فرمائے:

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۝﴾ (۳۴) ''اے پیغمبر لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو جو اس کے رستے سے بھٹک گیا، تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے۔''

سید سُلیمان ندویؒ کے بقول: تبلیغ و دعوت کے یہ تین اصول مسلمانوں کو سکھائے گئے۔ عقل و حکمت، موعظہ حسنہ اور مناظرہ بطریق احسن۔ مسلمان متکلمین نے بیان کیا ہے کہ تبلیغ و دعوت کے یہ تینوں اصول وہی ہیں، جو منطقی استدلال میں عموماً کام میں لائے جاتے ہیں، یعنی ایک تو برہانیات جن میں یقینی مقدمات کے ذریعے سے دعویٰ کے ثبوت پر دلیلیں لائی جاتی ہیں۔ دوسرے خطابیات جن میں موثر اور دل پذیر اقوال سے مقصود کو ثابت کیا جاتا ہے۔ اور تیسرے جدلیات جن میں مقبول عام اقوال اور فریقین کے مسلم مقدمات سے استدلال کیا جاتا ہے۔ قران پاک نے پہلے طریق کو حکمت، دوسرے کو موعظت حسنہ اور تیسرے کو جدال سے تعبیر کیا اور استدلال کے یہی وہ تین طریقے ہیں جن سے ایک شخص دوسرے کے سامنے اپنے مدعا کو ثابت کرتا ہے۔

خیر یہ تو فلسفیانہ نکتہ آفرینی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ جب ہم کسی کے سامنے کوئی نئی بات پیش کر کے اس کے قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں تو عموماً یہی تین طریقے برتتے ہیں۔ یا تو اس بات کے ثبوت اور تائید میں کچھ دل نشین دلیلیں پیش کرتے ہیں یا اس کو مخلصانہ نصیحت کرتے ہیں اور موثر انداز سے اس کو نیک و بد اور نشیب و فراز سے آگاہ کرتے ہیں یا یہ کرتے ہیں کہ اس کی دلیلوں کو مناسب طریقہ سے رد کر دیتے ہیں۔ اس کی غلطی کو اس پر واضح کرتے ہیں۔ پہلے طریقے کا نام حکمت، دوسرے کا موعظہ حسنہ اور تیسرے کا نام جدال بطریق احسن ہے۔ تبلیغ دعوت کے یہی تین طریقے ہیں۔ پھر قرآن میں دعوت الی اللہ کے ان تین طریقوں حکمت، موعظت، مجادلت کے ساتھ کیونکہ کوئی قید اور تخصیص مذکور نہیں، اس لئے یہ تینوں دعوتیں اپنے عموم اور اطلاق پر باقی رہیں گی اور دعوت و تبلیغ کا عموم یہی ہو سکتا ہے کہ خواہ وہ قولی ہو یا فعلی یعنی مبلغ خواہ زبان سے حق بات کی دعوت دے یا اپنے کسی طرزِ عمل سے، دونوں کا ڈھنگ ایسا ہونا چاہئے کہ مخاطبوں کے دلوں میں حق سرایت کر جائے اور وہ حق کی طرف جھک پڑیں۔ گویا جس طرح داعی و مبلغ کے حسن بیان سے مخاطب کے شبہات رفع ہوتے تھے اور حق و صداقت پر قناعت قلبی اور طمانیت پیدا ہوتی تھی اسی طرح اس کا طرزِ عمل بلکہ ہر نقل و حرکت بھی تبلیغی ہونی چاہئے جس سے لوگ جوق در جوق دائرہ حق میں داخل ہو جائیں۔ حکمت عملی سے ان کے دلوں میں دین پر وثوق و ایقان پیدا ہو۔ عملی موعظت سے ان میں قناعت قلبی پیدا ہو اور عملی مجادلت سے ان کے شکوک و شبہات کا قلع قمع ہو جائے۔

ماخذ: رسولِ اکرمؐ کا منہاج دعوت

تحریر: ڈاکٹر خالد علوی

سورۃ البقرۃ (آیت 273)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمٰھُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ﴾

''(اور ہاں تم جو خرچ کرو گے تو) ان حاجت مندوں کے لئے جو اللہ کی راہ میں رُکے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے اور مانگنے سے عار رکھتے ہیں' یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص ان کو غنی خیال کرتا ہے اور تم قیافے سے ان کو صاف پہچان لو(کہ حاجت مند ہیں اور شرم کے سبب) لوگوں سے (منہ پھوڑ کر اور) لپٹ کر نہیں مانگ سکتے' اور تم جو مال خرچ کرو گے کچھ شک نہیں کہ اللہ اس کو جانتا ہے۔''

پیچھے ذکر آ رہا ہے صدقہ و خیرات کا۔ اللہ کی رضا چاہنے کے لئے خرچ کرنے کا۔ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کا حق دار کون ہے۔

یہ صدقات اُن ضرورت مندوں کے لئے ہیں جو اللہ کی راہ میں محصور ہو گئے ہیں۔ جیسے کہ اصحاب صفہ کہ جو مسجد نبوی ﷺ کے چبوترے میں بیٹھے ہمہ وقت علم دین سیکھ رہے تھے' کوئی اور کام نہیں کر رہے تھے۔ بیرون جات سے دعوت آ رہی ہے کہ ہمارے پاس مبلغ بھیجئے۔ رسول اللہ ﷺ ان اصحاب میں سے کچھ افراد کو وہاں مبلغ بنا کر بھیج دیتے۔ ایسے لوگ اگر حصولِ معاش کی جدوجہد میں لگ جائیں تو تعلیم کیسے حاصل کریں۔ اسی طرح کوئی دین کی خدمت میں لگا ہوا ہے۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ایک جماعت کام کر رہی ہے۔ اس کے کارکن مختلف ذمہ داریوں کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ اگر وہ کسی دفتر میں ملازم ہوں تو دفتر کی ڈیوٹی' افسروں کی ڈانٹ ڈپٹ' آمدورفت میں وقت صرف کرنا' ان حالات میں وہ دین کے لئے کیا کام کر سکیں گے' کیسے وقت نکالیں گے۔ پس کچھ لوگ تو ایسے ہونے چاہئیں جو ہمہ وقت دین کی سربلندی کے کام میں لگ جائیں' مگر ایسے لوگوں کی بھی ضروریات ہیں' ان کے بیوی بچے ہیں تو وہ کیسے گزارہ کریں؟ تو ایسے ہی لوگ ہیں جن کو اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کہا گیا ہے۔ ان کی مصروفیات اس طرح کی ہیں کہ وہ زمین میں بھاگ دوڑ کر روزی نہیں کما رہے' معاشی جدوجہد کے لئے ان کے پاس وقت ہی نہیں۔ پھر یہ فقیر اس طرح کے نہیں ہیں کہ لپٹ کر مانگیں۔ چنانچہ بے سوال ہونے کی وجہ سے ناواقف لوگ تو انہیں فقیر نہیں سمجھتے' بلکہ غنی سمجھتے ہیں کہ جب یہ مانگتے نہیں تو گویا اُن کو کسی طرح کی ضرورت نہیں ہے' ضرورت مند تو سوال کرتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے صدقات ان لوگوں کے لئے ہیں جو ہمہ تن دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں' اور ان کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ سوال تو وہ کرتے نہیں' البتہ تم ان کے چہروں سے انہیں پہچان لو گے۔ بھوک اور افلاس کا اثر چہرے پر نمایاں ہو ہی جاتا ہے۔ لپٹ کر مانگنے والے تو دراصل اپنی محنت کا معاوضہ لیتے ہیں۔ ضد کرتے ہیں' اصرار کرتے ہیں' آپ کو روک کر کھڑا کر لیتے ہیں اور زبردستی آپ کی جیب میں سے کچھ نہ کچھ نکلوا لیتے ہیں' لیکن جو لوگ اقامت دین کی جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں' آخر ان کی ضروریات کیسے پوری ہوں۔ یہ بہت اہم بات ہے جسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

پھر فرمایا کہ جو بھی مال و دولت تم خرچ کرو گے' اللہ تعالیٰ کو اس کی خوب خبر ہے۔ یہ خیال ہرگز نہ ہو کہ جو چیز ہم نے لوگوں کی نظروں سے چھپا کر دی' کسی کو خبر نہیں ہوئی۔ کسی نے تعریف نہیں کی' اس خیرات کا بالکل اظہار ہی نہیں ہوا تو اس کا اجر کیسے ملے گا۔ تو بتایا گیا کہ تمہارے عمل کی کسی کو خبر ہو نہ ہو' اللہ تعالیٰ کو ضرور خبر ہے اور وہ اس کا بھرپور بدلہ دے گا۔ بلکہ صدقہ جتنا خفی ہو گا' اتنا ہی اس میں خلوص زیادہ ہو گا اور جس کی رضا کے لئے دیا جا رہا ہے وہ تو جانتا ہی ہے' لہٰذا اس کا بدلہ بھرپور دے گا۔

دنیا میں مسافر بلکہ راہ گیر کی طرح رہو

چوہدری رحمت اللہ بٹر

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنہما قَالَ :اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَنْکِبِیْ فَقَالَ :((کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ)) وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَقُوْلُ :((اِذَا اَمْسَیْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِکَ لِمَرَضِکَ وَمِنْ حَیَاتِکَ لِمَوْتِکَ)) (رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے (پہلے تو) میرا مونڈھا پکڑا (تاکہ میں متنبہ ہو جاؤں) پھر فرمایا: ''تم دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم مسافر بلکہ راہ گیر ہو''۔ حضرت ابن عمرؓ (اس کے بعد لوگوں سے) فرمایا کرتے تھے کہ ''جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح ہو جائے تو شام کا انتظار نہ کرو' نیز اپنی صحت کو بیماری سے غنیمت جانو' اور اپنی زندگی کو موت سے غنیمت سمجھو۔'' (بخاری و مسلم)

دنیا کی طرف رغبت نہ رکھو' اس لئے کہ تم اس دنیا سے آخرت کی طرف سفر کرنے والے ہو' لہٰذا تم اس دنیا کو اپنا وطن نہ بناؤ' دنیا کی لذتوں کے ساتھ الفت نہ رکھو' دنیا کو سفرگاہ سمجھو' اور اس میں ایک راہ گیر کی طرح رہو' کیونکہ راستہ چلنے والا اسی جگہ قیام نہیں کرتا۔

جب صبح ہو جائے تو شام کا انتظار نہ کرو۔ کسی بھی شخص کو اپنی موت کا علم نہیں ہے نہ معلوم موت کا پنجہ کس وقت گردن آ دبوچے' ایک لمحے کے لئے بھی کسی کو زندگی کا بھروسہ نہیں ہے۔ صبح کے وقت کسی کو معلوم نہیں کہ شام کا وقت دیکھنا بھی نصیب ہو گا یا نہیں' اسی طرح شام کے وقت کوئی شخص صبح تک زندگی کا تصور نہیں کر سکتا۔ حاصل یہ کہ صبح و شام ہر وقت تم موت کو اپنے سامنے حاضر سمجھو۔ زندگی کی آرزوؤں اور تمناؤں کو دراز نہ کرو۔

صحت و تندرستی میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرو اور موت سے پہلے زندگی کو غنیمت جانو۔ یعنی زندگی میں عمل ہی عمل کئے جاؤ۔

دارالمطالعہ قرآن اکیڈمی
26-12-03
36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

تیز ترک گامزن.........

موجودہ شمارے سے ''ندائے خلافت'' بارہ منزلیں طے کرنے کے بعد تیرھویں منزل کی جانب گامزن ہو رہا ہے۔ بارھویں منزل کی قطعِ مسافت کرتے ہوئے اسے ایسی ایسی دشوار گزار گھٹناؤں سے گزرنا پڑا' جس کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ یوں بھی ہو سکتا ہے۔ نام نہاد ترقی یافتہ اقوامِ مغرب نے انسانی تمدن و تہذیب کے تمام اصولوں اور عالمگیر اخلاقیات کے تمام قاعدوں کو روندتے ہوئے عالم اسلام پر ایسی دہشت گردی مچائی کہ چنگیز خان اور ہلاکو خان کو بھی مات کر دیا۔ بغداد کو ہلاکو نے بھی روندا تھا' لیکن ایسی سفاکی اور بربریت سے نہیں' جس کا مظاہرہ بش اور بلیئر نے کیا کہ ساری دنیا چلاتی رہی اور وہ اپنے خونخوار بموں کی بارش مسلمانوں کے مقاماتِ مقدسہ' زیارتوں' انسانی بستیوں اور تاریخی مقامات پر کرتے رہے۔ پچھلے سال انہوں نے طالبان اور اسامہ بن لادن کے بہانے افغانستان کی پہاڑیوں کو ریزہ ریزہ کیا تھا' اس سال انہوں نے وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے بہانے دنیا کی قدیم ترین تہذیب کے گہوارے کو اجاڑ کر رکھ دیا۔ اسی سال کے دوران میں ان کی وہ سازشیں اور ریشہ دوانیاں کھل کر دنیا کے سامنے آ گئیں جو وہ عرصہ دراز سے امت مسلمہ کے خلاف خفیہ طور پر کرتے رہے ہیں۔ فلسطین کے خلاف انہوں نے اسرائیل کو مزید جارحانہ پیش قدمی کے لئے اکسایا۔ پاکستان کے خلاف بھارت کو عسکریت اور عیارانہ سیاست کے مظاہرے کی ترغیب دی۔ ایران' شام' سعودی عرب اور لیبیا کو باری باری اور بار بار اپنے خوفناک بیانات و اقدامات سے مرعوب کرنے کی کوشش کی۔ ''صلیبی جنگ'' کی طرف اشارے کر کے پوری امت مسلمہ کے جذبات کو بھڑکایا اور ہماری تین سو سالہ بے بسی اور بے کسی کا وحشیانہ قہقہوں سے مذاق اڑایا۔

''ندائے خلافت'' نے ہر بدھ کو باقاعدگی سے آ کر نہ صرف اہل پاکستان' بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو ندا دیتے ہوئے ان کے ازلی دشمنوں کے عیاں اور خفیہ حربوں کا پردہ فاش کیا ہے اور خود مسلمانوں اور بالخصوص اہل پاکستان کے اندر جو خامیاں اور کمزوریاں ہیں' ان کی نشان دہی جرأت اور بے خوفی سے کی۔ ہمارے اداریئے' تجزیئے' مضامین' اطلاعات' معلومات گواہ ہیں کہ ہم نے اپنے محدود دائرے اور محدود ضخامت کے باوجود زورِ قلم سے اسلام اور مسلمانوں کی مدافعت میں ضربِ مومن کا کام لیا۔ جس وقت عراق کے شہروں بغداد' بصرہ' نجف' کربلا پر بم برسائے جا رہے تھے' ہم نے عین بموں کی بارش میں ''ندائے خلافت'' کا ''عراق نمبر'' شائع کیا' جس کی پذیرائی کا یہ عالم ہے کہ اسے اگلے ہی ماہ نئی دہلی (بھارت) کے ایک ناشر نے کتابی صورت میں پیش کیا۔ جب پاکستان کے اربابِ اقتدار نے مغربیوں کی دہشت گردی کی تحریک میں مددگار ہونے کا اعلان کرتے ہوئے خود پاکستانیت پر ضرب لگائی اور ہمارے بنیادی نظریات کو متزلزل کیا تو ندائے خلافت نے اپنا ''نظریہ پاکستان نمبر'' شائع کیا' جسے ملک کے سربرآوردہ مفکروں اور دانشوروں نے سراہا۔ اب ہمارے نادان اربابِ حل و عقد کشمیر کے جغرافیے پر تو پہلے ہی پسپائی اختیار کر چکے تھے' اب کشمیر کی تاریخ سے بھی منحرف ہو رہے ہیں تو ''ندائے خلافت'' ان کی بے بس اور کمزور چالوں کے خلاف اور کشمیریوں کی آزادی اور خودمختاری کے حق میں ''کشمیر نمبر'' کی تدوین میں مشغول ہے۔ اسلامیانِ ہند و پاک نے دو قومی نظریئے کی اساس پر اسلام کے تحفظ اور مسلمانوں کی سلامتی کے لئے جو زبردست تحریک چلائی تھی' اسے اقتصادی مفادات اور بھارت سے پرامن تعلقات کے بہانے نظریاتی و فکری سطح پر ''سیکولرازم'' کی طرف دھکیلا جا رہا ہے' اس کے توڑ میں ''ندائے خلافت'' اپنا ''تحریک پاکستان نمبر'' لانے کی کوشش کر رہا ہے۔

تیرھویں منزل کی دہلیز پر قدم رکھتے ہوئے ہم اپنی ٹیم کے رفقائے کار کے جذبۂ لگن اور اسلوبِ محنت کو فراموش نہیں کر سکتے۔ ہم کارکنوں میں ملکی و بین الاقوامی حالات کا مقابلہ کرنے کی تڑپ وہی ہے جو تین صدیوں سے نشاۃ اسلامیہ کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے والے ہر مسلمان مرد و زن کے خون میں گردش کرتی رہی ہے۔ ہم اپنے نئے امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے بہ صمیم قلب ممنون ہیں کہ ہمیں ہر قدم پر اُن کی جانب سے حوصلہ افزائی ملتی رہی ہے۔ ہم تنظیم اسلامی کے ناظم نشر و اشاعت محترم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی مشاورت و رہنمائی کے لئے ان کے شکرگزار ہیں۔ تنظیم اسلامی' شمالی امریکا کی فعال و سرگرم رکن محترمہ رعنا خان' مشہور صحافی اور کالم نگار عابد اللہ جان صاحب' ہمارے معروف تجزیہ نگار جناب ایوب بیگ مرزا (امیر تنظیم لاہور) اور وہ تمام حضرات و خواتین جو اپنے رشحاتِ قلم سے نوازتے رہے' اور ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے تمام رفقاء جو ''اقامت دین کی خاطر تنظیم'' کی کارگزاریوں میں مشغول رہے' بلکہ ان کی اطلاعات باقاعدگی سے ''ندائے خلافت'' میں شامل کرتے رہے' یہ سب ہمارے شکریئے کے مستحق ہیں' اور یقیناً یہ سب ہمارے تیرھویں منزل کے' اس نعرے میں شریک و ممد و معاون ہیں ۔

تیز ترک گامزن' منزل ما دور نیست

(مدیر انتظامی)

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ندائے خلافت

شمارہ	25 دسمبر تا 31 دسمبر 2003ء	جلد
47	یکم تا 7 ذوالقعد ۱۴۲۴ھ	12

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر انتظامی: سید قاسم محمود

مجلس ادارت: ڈاکٹر عبدالخالق۔ مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

اس شمارے میں

3۔ تیز ترک گامزن (اداریہ)
4۔ [illegible] (خطاب جمعہ)
5۔ مسئلہ کشمیر اور پاک بھارت تجارت (تجزیہ)
7۔ تنظیم کی خبر کہانی (بانیٔ محترم کی زبانی)
13۔ اشاریہ مضامین ندائے خلافت 2003ء
(فہرست شمارہ جات 13۔ سرورق منتخب شہ پارے 13۔
فہرست اداریہ 14۔ [illegible] 15۔ تجزیہ 15۔ سلسلہ [illegible]
15۔ [illegible] 16۔ [illegible] 17۔ [illegible]
[illegible] 19۔ [illegible] 20۔ [illegible]
20۔ [illegible] 20۔ تنظیمی سرگرمیاں 21

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔ گڑھی شاہو علامہ اقبال روڈ لاہور۔(54000)

فون: 6366638-6316638 فیکس: 6305110

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

سالانہ زر تعاون: 250 روپے' فی شمارہ: 5 روپے
برائے یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
برائے امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

(''ادارہ'' کا مضمون نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں)

[illegible]

حقیقت روح اور اعجاز قرآن

مسجد دارالسلام باغ جناح‘ لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 19 دسمبر 2003ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۂ بنی اسرائیل کے نو رکوعوں کا ہم مطالعہ کر چکے۔ آج ہم دسویں رکوع کا آغاز کر رہے ہیں۔ اس رکوع کی پہلی آیت میں فرمایا:

> ”اور اے نبیؐ یہ آپؐ سے سوال کرتے ہیں روح کے بارے میں‘ آپؐ فرما دیجئے کہ روح کا تعلق امر رب سے ہے اور اس روح کے بارے میں تمہیں علم نہیں دیا گیا مگر بہت کم۔“
>
> (آیت:85)

اس آیۂ مبارکہ کے شانِ نزول کی روایت مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ سردارانِ قریش نے یہود کے سکھلانے پر حضور ﷺ سے تین سوال کئے کہ اگر آپؐ اللہ کے رسول ہیں تو ان کے جواب دیجئے۔ ایک سوال اصحاب کہف کے بارے میں تھا۔ دوسرا یہ کہ ذوالقرنین کون تھا اور تیسرا یہ کہ رُوح کی حقیقت کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں ان سوالوں کا جواب دے دوں گا‘ اور ”ان شاء اللہ“ نہیں فرمایا۔ آپؐ کا خیال تھا کہ حضرت جبرئیل وحی لے کر آتے ہی ہیں‘ ان سے ان سوالات کے جواب معلوم کر کے بتا دوں گا‘ لیکن ان شاء اللہ نہ کہنے کے باعث بہت دنوں تک وحی نہیں آئی۔ جب آپ کی پریشانی بڑھی تو وحی آئی۔ اس وحی میں ان سوالات کا جواب بھی تھا اور یہ ہدایت بھی کہ جب آپ کسی سے وعدہ کریں تو ان شاء اللہ کہا کریں کیونکہ ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ باقی دوسرے سوالات کے جوابات سورۂ کہف میں بیان کئے گئے ہیں‘ جبکہ روح سے متعلق سوال کا جواب اس آیۂ مبارکہ میں لایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے حوالے سے عالم دو قسم کے ہیں‘ ایک عالم خلق اور دوسرا عالم امر۔ عالم خلق کی ہر شے زمان و مکان سے ملحق ہے جبکہ عالم امر زمان و مکان سے باہر کی شے ہے‘ لہٰذا وہ انسان کے فہم میں نہیں آ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس عالم کے بارے میں انسان کو تفصیلی علم نہیں دیا گیا۔ روح کا تعلق بھی اسی عالم امر سے ہے۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ عالم امر میں تمام کام اللہ کے کلمہ کن سے وجود میں آتے ہیں۔ لہٰذا ان چیزوں کی حقیقت آخرت میں جا کر کھلے گی۔

اس آیۂ مبارکہ سے مفتی اعظم مولانا محمد شفیع مرحوم نے یہ اخذ کیا ہے کہ کسی عالم اور مفتی کے لئے لازم نہیں کہ ہر وہ چیز کی حقیقت کے بارے میں جواب دے۔

قرآن حکیم میں لفظ روح کا اطلاق خود قرآن حکیم (وحی) پر بھی کیا گیا ہے۔ اور حضرت جبرئیلؑ کو بھی ”الروح“ قرار دیا گیا ہے‘ جو فرشتوں میں سب سے بلند مقام رکھتے ہیں۔ اس آیۂ مبارکہ میں اور قرآن کے بیشتر مقامات پر لفظ روح سے انسانی روح مراد ہوتی ہے۔ انسانی روح عام فرشتوں سے بلند مقام رکھتی ہے۔ اس سے زیادہ روح کے بارے میں انسان کو علم نہیں دیا گیا کیونکہ انسان کی اخروی نجات کے لئے اس کی حقیقت کو جاننا ضروری نہیں‘ بلکہ انسان کی آخرت میں نجات کا دارومدار اس بات پر ہے کہ وہ ان تقاضوں کو پورا کرے جو اللہ نے اس کے ذمے کئے ہیں۔ آگے فرمایا:

> ”اور اگر ہم چاہیں تو جو کتاب ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے اسے تمہارے دل سے محو کر دیں‘ پھر تم ہمارے مقابلے میں کسی کو کارساز نہیں پاؤ گے۔ مگر یہ (یعنی اس کا قائم رہنا) تمہارے رب کی رحمت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تم پر اس کا فضل بہت بڑا ہے“۔ (آیت 86-87)

قرآن اللہ کی رحمت کا سب سے بڑا مظہر ہے۔ اس سب سے بڑی نعمت کو انسانوں تک پہنچانے کے لئے آپؐ کا انتخاب کیا گیا‘ یہ اللہ کا آپؐ پر بڑا فضل ہے۔ اس آیت کا رخ مشرکینِ مکہ کی طرف ہے کہ جو لوگ اس نعمت خداوندی کی قدر نہیں کر رہے تو اللہ کو اختیار ہے کہ وہ اس چشمۂ فیض کو بند کر دے۔ پھر کوئی نہیں ہے جو اس چشمۂ ہدایت کو جاری کرا سکے۔ دراصل قرآن وہ نعمت ہدایت ہے جس میں قیامت تک آنے والے انسانوں کی فکری رہنمائی کا پورا سامان موجود ہے۔ لہٰذا ہمیں اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ اس نعمت کی قدر اور شکر کا طریقہ یہ ہے اس کو سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ آگے فرمایا:

> ”کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جن سب کے سب اس بات پر جمع ہو سکیں کہ اس جیسا قرآن بنا لائیں تو وہ نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں“۔ (آیت:88)

جو لوگ اس قرآن کی ناقدری کر رہے تھے اور جو آپ سے امتحاناً طرح طرح کے سوال پوچھتے تھے یا جو حسد اور تکبر کی وجہ سے انکار پر اڑے ہوئے تھے ان کو قرآن کا یہ چیلنج تھا کہ اگر تم یہ کہتے ہو کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے اور (معاذ اللہ) اسے حضور ﷺ نے خود گھڑا ہے تو پھر تم اس جیسا کوئی کلام بنا لاؤ۔ لیکن یہ انسانوں اور جنوں کے لئے ممکن ہی نہیں ہے خواہ وہ اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔ یہ قرآن ہی کا اعجاز ہے کہ وہ ایک طرف قرآن پر اعتراضات کرتے تھے اور جب قرآن کو سنتے تھے تو بلا اختیار کہہ اٹھتے تھے کہ یہ انسان کا کلام نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین عرب‘ اہل زبان ہونے کی وجہ سے قرآن کی فصاحت و بلاغت اور شکوہ کلام کے معترف تھے۔ ان کے اعتراضات صرف ہٹ دھرمی کے باعث تھے‘ ورنہ انہوں نے قرآن کے اس چیلنج کے باوجود اس کے مثل کلام پیش کرنے کی کوشش ہی نہیں کی‘ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ وہ واقعتاً ہم ایسا کر ہی نہیں سکتے۔ اگلی آیات میں فرمایا:

> ”اور ہم نے اس قرآن میں سب باتیں مختلف پیراؤں میں بیان کی ہیں‘ مگر اکثر لوگوں نے انکار کرنے کے سوا قبول نہ کیا۔ اور کہنے لگے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تم ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ نہ جاری کر دو۔ یا تمہارا کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور تم اس کے درمیان نہریں جاری کر دو۔ یا جیسا تمہارا دعویٰ ہے‘ ہم پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دو۔ یا اللہ اور اس کے فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ۔ یا تمہارے لئے سونے کا گھر ہو‘ یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ‘ اور ہم تمہارے چڑھنے کو بھی نہیں مانیں گے جب تک کہ ہم پر کوئی کتاب نہ اتار لاؤ جسے ہم پڑھ بھی لیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار پاک ہے‘ میں تو صرف ایک رسول بشر ہوں“۔
>
> (آیت:89 تا 93)

قرآن کا ایک منفرد اسلوب یہ ہے کہ اس میں اہم

مضامین کو سمجھانے کی غرض سے مختلف انداز میں بار بار پیش کیا گیا ہے۔ جو مضامین انسانی ہدایت کے لئے ضروری ہیں وہ کم از کم دوبار ضرور بیان ہوئے ہیں' مگر لوگوں کی ایک بڑی تعداد قرآن کے پیغام کو سمجھنے کے بجائے انکار کی روش پر اڑی ہوئی ہے۔ جو لوگ اعتراض کرتے ہیں ان کے مطالبات اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ ماننا نہیں چاہتے' کیونکہ اگر ان کی ماننے کی نیت ہوتی تو قرآن سب سے بڑھ کر معجزہ ہے۔ قرآن میں مختلف قوموں کا حال بیان ہوا ہے کہ ان میں کوئی قوم بھی معجزات دیکھ کر ایمان نہیں لائی۔ لہٰذا مشرکین عرب کے مطالبات کے باوجود انہیں حسی معجزہ نہیں دکھایا گیا۔ حضور ﷺ کو سب سے بڑا معجزہ قرآن کی صورت میں دیا گیا جو قیامت تک کے لئے زندہ معجزہ ہے۔

اس قرآن کے ہوتے ہوئے معجزہ دکھانے کی ضد ہٹ دھرمی اور خود غرضی کے سوا کچھ نہیں۔ ویسے بھی کوئی نبی یا رسول خود اپنی مرضی سے معجزہ نہیں دکھا سکتا۔ رسول کا کام تو یہ ہے کہ وہ دین کو قائم کر کے دکھا دے جسے آپؐ نے 23 برس کی جدوجہد کے نتیجے میں کر کے دکھا دیا۔ اس لئے آپؐ سے کہلوایا گیا کہ میں یہ معجزات خود نہیں دکھا سکتا کہ میں تو صرف اللہ کا پیغام پہنچانے پر مامور کیا گیا ہوں۔

حالاتِ حاضرہ:

صدر پرویز مشرف نے مسئلہ کشمیر پر جس طرح یکطرفہ اور غیر معمولی لچک کا مظاہرہ کیا ہے وہ قومی امنگوں اور جمہوری روایات کے منافی ہے' کیونکہ اس مسئلہ پر 55 سال سے پوری قوم نے جو موقف اختیار کر رکھا ہے اس میں تبدیلی کا کسی فرد واحد کو اختیار نہیں۔ 55 سالہ تجربات بالخصوص معرکہ کارگل سے ثابت ہو گیا ہے کہ ہم بھارت سے قوت کے بل پر کشمیر واپس نہیں لے سکتے چنانچہ ان حالات میں یہ مسئلہ "کچھ دو اور کچھ لو" کے اصول کے تحت ہی حل ہوگا۔ تاہم اس صورت میں بھی لچک کا مظاہرہ دونوں فریقین کو کرنا ہوگا۔ لہٰذا صدر مشرف کو اس اہم ایشو پر پوری قوم کو یکجا کر کے سیاسی رہنماؤں اور دانشوروں سے مشورہ کرنے کے بعد کسی حل کی طرف بڑھنا چاہیے تھا' لیکن انہوں نے جس طرح یکطرفہ طور پر اس مسئلہ کو تھالی میں رکھ کر پیش کر دیا ہے وہ پوری قوم کے ساتھ ظلم اور ناانصافی کے مترادف ہے' تاریخ انہیں اس غلطی پر کبھی معاف نہیں کرے گی۔

بھارت کے مقابلے میں ہماری کمزوری کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اس ملک کے حصول کے وقت اللہ سے نفاذ دین کا جو وعدہ کیا تھا اسے اب تک پورا نہیں کیا' جس کے باعث اللہ کی مدد ہمارے ساتھ نہیں ہے' لہٰذا اب ہم کبھی امریکہ اور برطانیہ اور کبھی کسی اور کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ بانی پاکستان قائداعظم نے متعدد مواقع پر کہا کہ قرآن ہمارا دستور ہے اور ہم نے یہ ملک ایک اسلامی فلاحی مملکت بنانے کے لیے قائم کیا تھا لیکن گزشتہ پچپن سال میں قرآن کو دستور اور اس ملک کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی طرف کسی نے سنجیدگی سے توجہ نہیں دی' بلکہ یہاں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی سکہ شاہی میں عوام کے حقوق غصب کیے جا رہے ہیں۔ عوام پر ظلم و ستم کا حال یہ ہے کہ اب تو ورلڈ بنک بھی چیخ اٹھا ہے کہ پٹرول کی قیمتیں ایک حد تک بڑھائی جائیں۔ اگر ہم اب بھی قیام پاکستان کے وقت کیے گئے وعدے کو پورا کر دیں تو اللہ کی تائید و نصرت ہمارے شامل حال ہو جائے گی اور ہم طاقت سے کشمیر تو کیا بھارت بھی حاصل کر سکتے ہیں' لیکن اس کے بغیر لال قلعے پر جھنڈے لہرانے کی باتیں کرنا حقیقت سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ (مرتب: فرقان دانش خان)

مسئلہ کشمیر اور پاک بھارت قیادت

ایوب بیگ مرزا

پاکستان اور بھارت دو ایسے پہلوان ہیں جو ستاون سال سے پنجہ آزمائی کر رہے ہیں۔ تقسیم اور آزادی سے لے کر آج تک ان کے درمیان ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جو صحیح معنوں میں صلح وصفائی اور امن و آشتی سے گزرا ہو۔ دونوں ممالک کے مابین 1948ء' 1965ء اور 1971ء میں تین مرتبہ باقاعدہ جنگیں ہو چکی ہیں۔ دو تین مرتبہ ایسا ہوا کہ بڑی سطح پر فوجوں کا اجتماع ہوا' جھڑپیں ہوئیں' فضائیہ کے استعمال کی نوبت بھی آ گئی لیکن باقاعدہ اور مکمل جنگ ہوتے ہوتے اس لئے رہ گئی کہ بیرونی قوتیں درمیان میں حائل ہو گئیں۔ عام اور معمولی سرحدی جھڑپوں سے شاید ایک دن بھی خالی نہیں۔ مدتوں سے لائن آف کنٹرول پر دن رات گولہ باری ہوتی رہتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ دونوں ممالک میں نفرت کی بنیاد کیا ہے جو انہیں بار بار کھینچ کر میدان جنگ میں ایک دوسرے کے خلاف صف آراء کر دیتی ہے۔ راقم کی رائے میں اصل وجہ تو یہ ہے کہ وہ انگریز جو ہندوستان میں حکمرانی کے دوران divide and rule کے اصول کو اپنائے ہوئے تھا یہاں سے جاتے ہوئے بھی فساد کا ایسا بیج بو گیا یعنی جنت ارضی کشمیر کو متنازعہ بنا کر دونوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا۔ علاوہ ازیں ہندو اجتماعی سطح پر صرف ہندوستان میں آباد ہے اور ہندوستان کو وہ صرف ہندوؤں کا ملک سمجھتا ہے اور یہاں صرف ہندوؤں کے رہنے کا حق سمجھتا ہے کسی دوسرے مذہب کو وہ ذہنی طور پر قبول کرنے کو تیار نہیں' چہ جائیکہ ہندوستان میں ایک غیر ہندو قوم دو قومی نظریہ تسلیم کروا کر اپنی الگ شناخت قائم کرے اور پھر اسی بنیاد پر مقدس سرزمین کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرایا جائے۔ ان کے نزدیک ہند کی تقسیم گاؤ ماتا کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے مساوی تھی۔

ہندوؤں کی مسلمانوں سے نفرت کی آخری اور اہم ترین وجہ یہ ہے کہ مسلمان ایک ہزار سال سے اقلیت میں ہونے کے باوجود ہندو اکثریت پر راج کرتے رہے تھے۔ انیسویں صدی میں دنیا جمہوری دور میں داخل ہوئی اور بیسویں صدی میں اسے وقت کی سب سے بڑی حقیقت کے طور پر تسلیم کر لیا گیا۔ بیسویں صدی کے نصف میں جب انگریز برصغیر سے جا رہا تھا' ہندوؤں کی صدیوں کی یہ خواہش پوری ہوتی نظر آئی کہ آنے والے جمہوری دور میں ہندو اکثریت مسلمان اقلیت پر حکمرانی کرے گی لیکن مسلمانوں نے ایک الگ اور آزاد و خود مختار پاکستان حاصل کر کے ہندوؤں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ ہندو در حقیقت اپنی اس دیرینہ خواہش کے رد ہونے پر مسلمانوں کے خون کا پیاسا ہو گیا اور پاکستان کے وجود کو مٹانے کے درپے ہو گیا۔ دوسری طرف مسلمانانِ پاکستان اپنی الگ شناخت اور علیحدگی پر بہت خوش تھے لیکن انہیں بتایا گیا کہ وہ کشمیر جو ناجائز طور پر بھارت کے حوالے کر دیا گیا ہے' پاکستان کی شہ رگ ہے اور کشمیر کے الحاق کے بغیر پاکستان نامکمل رہے گا۔ پھر یہ کہ مہاجرین کے جو لٹے پٹے قافلے پاکستان آتے تھے' وہ ہندوؤں اور سکھوں کے مظالم بیان کرتے تھے جو

جلتی پر تیل کا کام کرتے تھے۔ اور اہم ترین بات یہ ہے کہ ہمارے سیاسی اور فوجی رہنما کشمیر پر عوامی جذبات سے کھیلتے ہوئے اس مسئلے کو اپنے اقتدار کے لئے سیڑھی بناتے رہے ہیں۔ اس کی تازہ ترین مثال یہ ہے کہ نواز شریف کے دور میں واجپائی کے پاکستان آنے اور لاہور ڈکلریشن میں کشمیر کا ذکر نہ ہونے کو مشرف نے فوجی سربراہ کی حیثیت سے کتنا بڑا مسئلہ بنا دیا تھا لیکن خود برسر اقتدار آ کر واجپائی کے پاکستان آنے اور مسئلہ کشمیر کے حوالے سے کتنے آگے نکل گئے ہیں۔

پاکستان اور بھارت کے تصادم سے چونکہ یورپ اور امریکہ والوں کی بھی چاندی ہوتی تھی' دونوں ممالک ایک دوسرے سے بڑھ کر ان سے اسلحہ خریدتے تھے' لہٰذا یورپ اور امریکہ قیام امن اور مسئلہ کشمیر کے حل کے حوالہ سے زبانی کلامی خرچ تو کرتے رہتے تھے لیکن اپنے معاشی اور تجارتی مفاد کی وجہ سے اس بنیادی مسئلے کو حل کرنے کے لئے قطعی طور پر تیار نہیں تھے لیکن جب دونوں ممالک ایٹمی قوت کے حامل ہو گئے تو یورپ اور امریکہ کے کان کھڑے ہوئے کیونکہ ایٹمی جنگ اتنی خوفناک ہو گی کہ کچھ نہیں بچے گا اور ان بڑوں کے تجارتی مفادات بھی تہس نہس ہو جائیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایٹمی جنگ عالمی جنگ بن جائے اور سب کچھ راکھ میں تبدیل ہو جائے' لہٰذا یہ قوتیں کشمیر کے مسئلہ کو حل کروانے کے لئے کچھ سنجیدہ ہوئیں۔ پھر یہ کہ کشمیر کی جیوسٹریٹیجک پوزیشن کی وجہ سے امریکہ اس مسئلے میں ملوث ہو کر عسکری لحاظ سے کچھ فوائد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ اس مسئلے کو اس طرح حل کرنا چاہتا ہے کہ اس کا قدرتی حلیف اور سٹریٹیجک پارٹنر بھارت بھی ناراض نہ ہو۔ جب امریکا اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے سنجیدہ ہوا تو بھارت میں جمہوری طریقے سے ان قوتوں کو برسر اقتدار آنے میں تعاون کیا جو انتہا پسند تھیں اور جن کے بارے میں یہ خیال تھا کہ بھارت کی کوئی حکومت بھی انہیں ناراض کرنے کی ہمت نہیں کرے گی' لہٰذا ان ہی انتہا پسندوں کو مسند اقتدار پر بٹھا دیا گیا۔ پاکستان کے بارے میں یہ واضح تھا کہ یہاں کوئی بڑا فیصلہ خصوصاً بھارت کے حوالہ سے فوج کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا پاکستان میں فوج برسر اقتدار ہو' تبھی بھارت سے معاملات طے کروائے جا سکتے ہیں۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو امریکی نقطۂ نظر سے مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے یہ آئیڈیل وقت ہے۔

پاکستان کا روزِ اوّل سے یہ مؤقف ہے کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور اس کے مستقبل کا فیصلہ صرف استصواب رائے سے ہو سکتا ہے' لہٰذا سلامتی کونسل کی ان قراردادوں کو مسئلے کے حل کے لئے بنیاد بنایا جائے جن میں دونوں ممالک کو کشمیر سے اپنی فوجیں نکال کر کشمیریوں کو پاکستان یا بھارت سے الحاق کرنے کے فیصلے کا حق دیا گیا تھا جبکہ بھارت کا پرانا مؤقف یہ ہے کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے اور پاکستان کشمیر کے اس حصے کو خالی کرے جس پر اس نے 1948ء میں قوت کے بل پر قبضہ کر لیا تھا۔ بیان بازی کی بات الگ ہے ویسے حقیقت میں بھارت کی یہ خواہش ہے کہ پاکستان کشمیر کے جتنے حصہ پر قابض ہے' وہ اس پر مطمئن ہو جائے اور کشمیر کے جس حصہ پر بھارت کا قبضہ ہے بھارت اس کا ایک انچ نہ چھوڑے لائن آف کنٹرول کو مستقل سرحد کی حیثیت دے دی جائے۔ پاکستان حقیقتاً سلامتی کونسل کی قراردادوں کو کب کا مردہ سمجھتا ہے۔ ان قراردادوں کو محض سیاسی بیان بازی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ صدر پرویز مشرف نے صرف اتنا کیا ہے کہ علی الاعلان ان قراردادوں سے لاتعلقی اختیار کر لی ہے۔ ماضی کی حکومتیں یہ جرأت نہیں کر سکیں کہ وہ اس حقیقت کو تسلیم کریں کہ وہ ان قراردادوں سے بھارت سے مذاکرات میں دستبردار ہونے کا عندیہ دیتی ہیں یا یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ ماضی کے حکمران اس لئے اعلانیہ ایسا نہیں کرتے تھے کہ جب مسئلہ کسی طرح حل ہوتا نظر نہیں آتا تو اپنے اوّلین اور دیرینہ مؤقف سے پیچھے ہٹنے کی کیا ضرورت ہے۔ بہر حال صدر مشرف نے اندر کی بات کو جرأت سے اعلانیہ طور پر کہا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اب بھارتی قیادت بھی اس معاملے میں جرأت مندانہ قدم اٹھائے اور اٹوٹ انگ کی پرانی رٹ کو ترک کرنے کا اعلان کرے اور کشمیر کو کم از کم متنازعہ علاقہ تسلیم کرے۔

راقم کی رائے میں کشمیر کا مسئلہ حل کرنے میں اس وقت امریکی دلچسپی سے بھرپور فائدہ اٹھایا جانا چاہئے اور جانبین لچک کا مظاہرہ کر کے اس مسئلے سے نجات حاصل کریں جو کئی جنگوں کا باعث بنا ہے۔ ہمارے فوجی اور سیاسی حکمران تو یقیناً چاہیں گے کہ وہ اس مسئلے کو حل کرنے کا کریڈٹ حاصل کریں۔ راقم اپوزیشن سے بھی درخواست گزار ہے کہ وہ اس خونی مسئلے کو حل کرنے میں مدد دیں اور اسے اندرونی سیاست بازی کا شکار نہ ہونے دیں اور اس کے حل کی محض اس لئے مخالفت نہ کریں کہ ان کے سیاسی دشمن کیوں اس کا کریڈٹ لیں اور اسے اندرونی سیاست بازی کا شکار نہ ہونے دیں۔ انہیں اس مسئلے کے حل کے لئے جماعتی سیاست سے بالاتر ہو کر انسانی بنیادوں پر اور مسلمان بھائیوں کا مسئلہ سمجھ کر حل ہونے دیں اور اس میں کسی قسم کی رکاوٹ کھڑی نہ کریں۔

راقم کی بھارتی قیادت سے بھی یہ گزارش ہے کہ وہ جنگ بندی سے فائدہ اٹھا کر عارضی فوائد حاصل کرنے کی بجائے اس مسئلے کو مستقل بنیادوں پر حل ہونے دیں۔ کنٹرول لائن پر باڑ لگانا ایک تو ان کے اپنے مؤقف کی نفی کرتا ہے کہ سارا کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے اور دوسرا یہ کہ واجپائی کے قول و فعل میں تضاد ظاہر کرتا ہے' کہ ایک طرف وہ مشترکہ کرنسی' مشترکہ دفاع اور کھلی سرحدوں کا ذکر کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ کشمیر میں باڑ لگا کر تقسیم کے عمل کو مزید گہرا اور مضبوط کرتے ہیں۔ پاکستان اور بھارت میں سے کسی ملک کا بھی یہ روّیہ کہ سب کچھ وہ حاصل کر لے پر امن مسئلہ کے حل میں رکاوٹ بنے گا۔ دونوں اطراف کی موجودہ قیادت ہوش کے ناخن لے اور آج کی دنیا کے رخ اور سمت کا جائزہ لے' تصادم دونوں کے لئے ہلاکت اور تباہی کا باعث بنے گا جبکہ قیام امن کی صورت میں دونوں ممالک اپنے عوام کی غربت اور جہالت ختم کر سکیں گے۔ بھارت کو پاکستان کے چودہ کروڑ عوام کی مارکیٹ ملے گی اور پاکستان کو بھارت میں کئی قسم کے مواقع میسر آئیں گے جس سے ان کی دنیا اور آخرت سنورے گی۔ پھر یہ کہ پاکستان اور بھارت اگر مشترکہ طور پر ایشیائی سوچ کو اپنا لیں تو امریکیوں کو جنوبی ایشیا سے بھگایا جا سکے گا۔ وسطی ایشیا کی ریاستوں کے معدنی وسائل کو امریکہ للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ وہ یہ وسائل لوٹنا چاہتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان وسائل سے علاقے کے لوگ کیوں مستفید نہ ہوں لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک جنوبی ایشیا کے ممالک باہم جنگ و جدال میں مصروف رہیں گے۔ یورپ آج اپنے بڑے بڑے باہمی مسائل حل کر چکا ہے اور وہ ہر سطح پر اتحاد کے لئے آگے بڑھ رہا ہے۔ وہ دفاع کے معاملے میں بھی امریکی سرپرستی سے فارغ ہونا چاہتا ہے۔ جنوبی ایشیا کیوں نہیں اس پالیسی پر چل کر علاقائی اتحاد قائم کرتے ہوئے امریکہ کو فارغ کرتا اور امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے عالمی غلبے کی کوشش کو ناکام کیوں نہیں بنا سکتا۔ پاکستان اور بھارت کی قیادت نے اگر معاملہ فہمی کا مظاہرہ نہ کیا تو دونوں ممالک خسارے میں رہیں گے اور امریکیوں کو لوٹ کھسوٹ کا موقع فراہم کرتے رہیں گے پھر اس لوٹ کھسوٹ سے معاشی قوت حاصل کر کے وہ ہم پر سیاسی طور پر بھی مسلط رہے گا۔ راقم دل کی گہرائی سے دعا کرتا ہے کہ پاکستان اور بھارت کی قیادت وقت کی نزاکت کا احساس کریں اور علاقہ کی ترقی اور امن کے لئے کچھ کریں۔ یہ جنگ کے خاتمہ کا سنہری موقع ہے کیونکہ بڑا شیطان بھی اس وقت پاک بھارت جنگ نہیں چاہتا' علاقائی امن آنے والے وقت میں بڑے شیطان کے لئے بڑا دھچکا ثابت ہو گا۔ ان شاء اللہ!

> قارئین محترم سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد ''ندائے خلافت'' کے ظاہر و باطن میں زیادہ معیاری تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے اپنی تجاویز اور مشوروں سے نوازیں۔

یادنامہ

بہ تقریب کُل پاکستان اجتماع ملتزم رفقاء' 25 تا 27 دسمبر 2003ء بمقام قرآن اکیڈمی کراچی

بانی محترم کی زبانی

تنظیم کی مختصر کہانی

اخذ و تلخیص: سید قاسم محمود' مدیر اعلیٰ' شعبۂ مطبوعات' قرآن اکیڈمی

یہ اوائل 1971ء کا قصہ ہے۔ اپنے ذاتی مسئلے میں رہنمائی کے لئے میں نے مکہ مکرمہ میں طواف اور سعی کے دوران بھی قلب کی گہرائیوں سے دعائیں کی تھیں' اور پورے ماہ رمضان المبارک کے دوران بھی میں مسلسل دعا بھی کرتا رہا تھا اور کسی قدر سوچ و بچار بھی کرتا رہا تھا اور اگرچہ رمضان مبارک کی اپنی مصروفیات اور خصوصاً روحانی کیف و سرور نے مسئلے کے حل کی جانب زیادہ متوجہ ہونے کی مہلت نہیں دی تھی' تاہم تحت الشعور میں "پس چہ باید کرد؟" کی ادھیڑ بن دھیمے دھیمے انداز میں جاری رہی تھی۔

ایک بات تو اس عرصے کے کچھ شعوری اور کچھ غیر شعوری غور و فکر کے نتیجے میں بالکل قطعی اور دو ٹوک انداز میں سامنے آ چکی تھی' یعنی یہ کہ معاش و مطب اور دعوت و تحریک' دونوں کو میں جس انداز میں گزشتہ پانچ سال کے دوران ساتھ لے کر آگے بڑھتا رہا تھا' وہ اب مزید جاری رہنا ناممکن تھا۔ مجھے اپنے سامنے دو راستے واضح طور پر نظر آ رہے تھے' جن میں سے کسی ایک کو ذہن و قلب کی کامل یکسوئی کے ساتھ اختیار کرنا اور دوسرے کو واضح شعوری فیصلے کے ساتھ ترک کرنا ناگزیر ہو گیا تھا: "ایک یہ کہ مطب بند کر دوں اور پریکٹس کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر اپنے آپ کو ہمہ تن اور ہمہ وقت دعوت اور تحریک کے لئے وقف کر دوں اور معاش کے معاملے میں کلیۃً اللہ پر توکل کروں اور سورہ عنکبوت آیت 60 پر یقین کا سہارا لوں (ترجمہ): "کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ اُن کو رزق دیتا ہے اور تمہارا رزق بھی وہی ہے۔ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔"

دوسرا راستہ یہ نظر آ رہا تھا کہ دعوت و تحریک کے ضمن میں جتنی پیش رفت ہو چکی ہے اس سے بھی کسی قدر پسپائی اختیار کر کے اسے ایک سطح پر منجمد کر دوں اور اپنی اصل توجہ کو مطب اور معاش پر مرتکز کر کے ثانوی درجے میں درس و تدریس کا کام جس قدر بھی ہو سکے' اس پر اکتفا کر لوں۔ پہلی بات کہنے میں جس قدر آسان تھی' واقعتاً اتنی ہی مشکل اور کٹھن تھی اور اگرچہ بحمد للہ میرا ذاتی رجحان اسی کی جانب تھا' لیکن یہ حقائق بھی پوری شدت کے ساتھ پیش نظر تھے کہ مطب کے سوائے معاش کا کوئی ظاہری ذریعہ سرے سے موجود نہ تھا۔ چنانچہ نہ کوئی زمین تھی' نہ جائیداد اور روئے ارضی پر میری کل "ملکیت" اس مکان کی صورت میں تھی' جس میں' میں اور میرے اہل و عیال رہائش پذیر تھے' لہٰذا وہ بھی کسی آمدنی کا ذریعہ نہیں بن سکتا تھا۔ رہی نقد پونجی تو وہ ایک قدرِ قلیل کے سوا سب کی سب "دارالاشاعت اسلامیہ" کے اسٹاکس کی صورت میں جامد ہو چکی تھی۔ دوسری جانب میں تنہا نہ تھا بلکہ نو دس افراد کے کنبے کا واحد کفیل تھا۔

الغرض یہ تھی وہ ادھیڑ بن جس میں میں رمضان مبارک کے بعد شدت کے ساتھ مبتلا ہو گیا تھا کہ دل پہلی راہ کی جانب کھینچتا تھا اور توکل کی راہ دکھاتا تھا تو نفس دوسرے راستے کی طرف رہنمائی کرتا تھا اور ساتھ ہی یہ "رشوت" بھی پیش کرتا تھا کہ سعودی عرب کی ملازمت اختیار کر لو۔ تنخواہ بھی اچھی ملے گی۔ حج اور عمروں کی سہولت بھی میسر رہے گی اور حرمین کی نمازوں کے ذریعے اجر و ثواب کے انبار بھی جمع کئے جا سکیں گے' جن سے کسی نہ کسی حد تک دعوت و اقامتِ دین کی راہ سے پسپائی اختیار کرنے کی تلافی بھی ہو جائے گی۔ (واضح رہے کہ اس وقت تک سعودی عرب میں پاکستانی ڈاکٹر کی مانگ بہت تھی)

ایامِ حج میں' میں اپنی اس الجھن کے بارے میں مسلسل غور کرتا رہا کہ ایک نئی الجھن سامنے آ گئی۔ وہ الجھن یہ تھی کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسا کرتے ہوئے اتنا بڑا فیصلہ تو کر رہا ہوں کہ حصولِ معاش کے واحد ذریعے یعنی مطب کو بند کر دیا جائے' اور سوائے اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر اندھے اعتماد کی اور کوئی صورت نظر نہیں آتی اور یہ بھی یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کا فضل و کرم ہے کہ اس نے میرے دل کو مطمئن کر دیا ہے' لیکن ایک پہلو سے میرا یہ فیصلہ "خلافِ قرآن" ہے اس لئے کہ قرآن مجید نے انسان کی شعوری پختگی کی عمر چالیس سال قرار دی ہے۔ سورہ احقاف' آیت 15 میں صاف آیا ہے: "ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔ اس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر ہی اس کو جنا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری طاقت کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے "اے میرے رب' مجھے توفیق دے کہ میں تیری اُن نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں' اور ایسا نیک عمل کروں' جس سے تو راضی ہو اور میری اولاد کو بھی نیک بنا کر مجھے سکھ دے۔ میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور مسلم بندوں میں سے ہوں ......" اور میں ہوں کہ اتنا بڑا اقدام اس وقت کر رہا ہوں جب کہ ابھی میں پورے اکتالیس سال کا بھی نہیں ہوا۔

کی آیۂ مبارکہ کے حوالے سے میرے ذہن میں بعض اوقات یہ خیال بھی آتا تھا کہ بعض سابق داعیان و خادمانِ دین کی مساعی میں ثبات و استقلال کی کمی کا سبب بھی شاید یہی تھا کہ انہوں نے اپنی دعوت و تنظیم کا آغاز نیم پختہ عمر میں کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ خود میں نے اس وقت تک ایک ''داعی'' کی حیثیت سے سامنے آنے کے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا' اور میں اپنی حیثیت واقعتاً قرآن حکیم کے ایک ادنیٰ طالب علم یا زیادہ سے زیادہ خادم کی سمجھتا تھا' اور اس وقت بھی میرے سامنے اصل مسئلہ کسی نئی دعوت یا جماعت کے آغاز کا نہیں تھا' بلکہ صرف تعلیم و تعلم قرآن کی' ہمہ وقت و ہمہ تن خدمت کے لئے مطب کو بند کر دینے کا تھا' لیکن چونکہ یہ بھی بجائے خود ایک بڑا فیصلہ تھا' لہٰذا مجھے اس میں تردد اور تذبذب تھا کہ آیا مجھے چالیس سال کی عمر سے قبل اتنا بڑا اقدام کر گزرنا چاہئے یا نہیں؟

عرفات میں میں نے اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے خصوصی دعا کی اور بار بار دعائے استخارہ کو دہرایا' لیکن تذبذب میں کوئی کمی نہ آئی' لیکن واپسی پر ایک روز حرم میں بیٹھے ہوئے اچانک دماغ میں بجلی سی کوندی اور دفعتہً یہ خیال دل میں آیا کہ قرآن کی تقویم قمری ہے' اور قمری سال شمسی سال سے دس دن کے قریب چھوٹا ہوتا ہے۔ اب جو اپنی عمر کا حساب لگایا تو سارے عقدے ایک دم حل ہو گئے' اس لئے کہ اس وقت شمسی حساب سے میری عمر انتالیس برس سے لگ بھگ ڈھائی ماہ کم تھی۔ گویا کہ قمری حساب سے میں تقریباً چالیس برس کا ہو چکا تھا۔ لہٰذا اسی وقت آخری فیصلہ بھی کر لیا اور اللہ سے عہد بھی باندھ لیا کہ ''پروردگار! میں عہد کرتا ہوں کہ آج کے بعد سے اپنی توانائیوں یا صلاحیتوں یا اوقات کا کوئی حصہ تلاشِ معاش میں صرف نہیں کروں گا اور اپنے آپ کو ہمہ تن اور ہمہ وقت تیری کتاب مبین اور تیرے دین برحق کی خدمت کے لئے وقف رکھوں گا۔ رہا میری اور میرے اہل و عیال کی معاش کا معاملہ تو وہ کلیۃً تیرے سپرد ہے۔

حج سے واپس لاہور آتے ہی میں نے دو کام فوری طور پر بلا کسی تاخیر کے کئے:

(ا) ادویات اور مطب کا کچھ سامان فروخت کر دیا' اور کچھ فرنیچر بعض احباب کو ہدیہ کر دیا اور اس طرح گویا مطب کی واپسی کی ''کشتیاں'' فوری طور پر جلا دیں۔

(۲) وہ بچیاں جو پرائمری سکول میں زیر تعلیم تھیں' انہیں سکول سے اٹھا لیا اور ان کے لئے صرف گھریلو تعلیم پر قناعت کر لی تاکہ اخراجات میں کمی ہو اور وہ اسکولوں کے عام چلن اور فیشن اور خصوصاً استانیوں کے عمومی رجحانات سے اثر پذیر نہ ہوں (دونوں بڑے بیٹے اس وقت سنٹرل ماڈل ہائی سکول میں زیر تعلیم تھے اور اُن کے معاشی استقبال کے لئے دینوی تعلیم ناگزیر تھی)

اور اس کے بعد جس کامل یکسوئی کے ساتھ دعوت تعلیم و تعلم قرآن اور تحریک رجوع الی القرآن کو آگے بڑھانے میں ہمہ وقت اور ہمہ تن منہمک ہوا' اس کی روداد ''دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر'' نامی تالیف میں تفصیلاً موجود ہے۔ بہرحال اس کا یہ ٹھوس نتیجہ تو ظاہر ہی ہے کہ ایک سال میں ''مرکزی انجمن خدام القرآن'' لاہور کا قیام عمل میں آ گیا۔

مرکزی انجمن خدام القرآن

گوناگوں اسباب و وجوہ سے ایک ہیئت تنظیمی کی ضرورت محسوس ہوئی اور چونکہ یہ بات بالکل واضح تھی کہ ''سمع و طاعت'' کے ٹھیٹھ اسلامی اصول پر مبنی نظم جماعت کا قیام ابھی بہت قبل از وقت تھا' لہٰذا ذہن ایک انجمن کی تشکیل کی جانب منتقل ہوا کہ "Servants of Bible Society" کے طرز پر ''انجمن خدام القرآن'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جائے۔ مارچ 1972ء میں جب لاہور میں ''مرکزی انجمن خدام القرآن'' کا قیام عمل میں آیا تو اس کی ''قرارداد تاسیس'' جن الفاظ میں مرتب ہوئی' وہ یہ ہیں: ''چونکہ ہمیں اس امر کا شدید احساس ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور غلبۂ دین حق کے دورِ ثانی کا خواب امت مسلمہ میں تجدید ایمان کی عمومی تحریک کے بغیر شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا اور اس کے لئے لازم ہے کہ اولاً منبع ایمان و یقین یعنی قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے پر تشہیر و اشاعت کا اہتمام کیا جائے' اور چونکہ اس ضمن میں ہمیں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خیالات سے کامل اتفاق ہے اور ہم اس کام کو بہ نظرِ استحسان دیکھتے ہیں جو گزشتہ ساڑھے چار سال سے کر رہے ہیں' لہٰذا ہم چند خادمانِ کتاب مبین ''مرکزی انجمن خدام القرآن' لاہور'' کے قیام کا فیصلہ کرتے ہیں جو ڈاکٹر صاحب موصوف کی رہنمائی میں مندرجۂ ذیل مقاصد کے لئے کوشاں رہے گی:

(1) عربی زبان کی تعلیم و ترویج

(2) قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق

(3) علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت

(4) ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلیم و تعلم قرآن کو مقصدِ زندگی بنالیں

(5) ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقاصد کے لئے بیش از بیش کوشش اور ایثار کی توفیق عطا فرمائے' آمین (ہم ہیں: مؤسسین مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور)

[''انجمن'' کے زیر اہتمام ''قرآن اکیڈمی'' کا سنگ بنیاد 10 محرم الحرام 1... 1976ء کو رکھ دیا گیا۔ 84... منظر میں ''قرآن کالج'' کی... اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن... مشتمل ایک قطعۂ زمین ایل ڈ... حاصل کیا گیا۔ ستمبر 1987ء... بی اے تک تعلیمی و تدریسی سرگرم... کے تحت ایک ''مکتبہ'' بھی قائم کیا... ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' ما... ''حکمت قرآن'' کے علاوہ انجمن... ڈاکٹر اسرار احمد کی تصانیف و تالیف... سلسلۂ مطبوعات کے علاوہ جدید ذرا... سمعی و بصری کیسٹوں کی تیاری اور ترسی... مکتبہ ہی کے ذمے ہے۔ ''قرآن اکیڈ... دیگر اور اہم منصوبے بھی ہیں' مثلاً شعب... کتابت کورس' جنرل کلینک' دار المطالع... کانفرنسیں اور عام دعوتی سرگرمیاں]

تنظیم اسلامی

''تنظیم اسلامی'' کا نام اولاً تو اس ہی... ضمن میں سامنے آیا تھا جس کے قیام کا ف... اسلامی'' سے پالیسی کے اختلاف کی بنیاد پر 7... علیحدہ ہونے والے بعض حضرات نے علیحدگی... سال بعد یعنی 1967ء میں کیا تھا۔ اس ہیئت... قیام کی کوشش میں بعض اکابر کے ساتھ ساتھ می... تھا۔ اس وقت میری عمر 35 برس سے زائد نہ تھ... افسوس کہ یہ کوشش بھی سابقہ کوششوں کی مانند فوری... سے دوچار ہوگئی۔ تاہم میں نے اسی وقت یہ فیصلہ... کہ خواہ کچھ بھی ہو خود میری مساعی اس امر پر مرکوز... کہ جلد از جلد اس تنظیم کا قیام یا صحیح تر الفاظ میں ''احیا... میں آئے۔

[''تنظیم اسلامی'' کے قیام کے اس فیصلے کا اعلا... محترم ڈاکٹر صاحب نے اس تقریر میں کیا جو 21 جولا... 1974ء کو بعد نماز مغرب مسلم ماڈل ہائی سکول لاہور میں... منعقدہ اکیس روزہ ''قرآنی تربیت گاہ'' کے اختتام پر کی... تھی۔ اس تقریر کا متعلقہ اقتباس انہی کے الفاظ میں ملاحظہ... ہو''۔]

مشہور کہاوت ہے کہ سوتے کو جگایا جا سکتا ہے۔ جاگتے کو جگانا ممکن نہیں''۔ اگر کوئی سمجھنے کا ارادہ ہی نہ رکھتا ہو تو بات دوسری ہے' لیکن اگر واقعتاً جاننا چاہے کہ از روئے قرآن انسان کی نجات کے ناگزیر لوازم کیا ہیں اور اللہ تعالیٰ کے یہاں فوز و فلاح سے ہمکنار ہونے اور عفو و درگزر کے مستحق قرار پانے کی کم از کم شرائط کیا ہیں تو اس کے لئے

اجمالاً سورۃ العصر بھی کفایت کرتی ہے اور تفصیلاً یہ پورا نصاب تو حرف آخر کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کے بعد اب اصل مسئلہ "عمل" کا ہے اور ظاہر ہے کہ یہی مرحلہ سب سے کٹھن ہے اور اصل دشواری یہیں پیش آتی ہے اور یہی وہ معاملہ ہے جس سے متعلق اپنی زندگی کے ایک اہم فیصلے کے اظہار و اعلان کے لئے میں اس وقت آپ حضرات کے سامنے حاضر ہوا ہوں۔

اس سے پیشتر کہ میں وہ فیصلہ آپ حضرات کے سامنے رکھوں' اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ میرے اب تک کے کام کی نوعیت صرف درس و تدریس کی رہی ہے نہ کہ کسی ہمہ گیر دعوت کی' اور میں یہ بات مسلسل واضح کرتا رہا ہوں کہ میری حیثیت اصلاً صرف ایک طالب علم کی اور زیادہ سے زیادہ ایک مدرس یا معلم کی ہے نہ کہ داعی یا مبلغ کی!

حضور نبی کریم ﷺ کے خطباتِ مبارکہ میں ایک جملہ آتا ہے۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے: "اوصیکم ونفسی بتقوی اللّٰہ" یعنی میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور اپنے نفس کو بھی۔ میں اپنے لئے تو وصیت یا نصیحت کا لفظ بھی استعمال نہیں کر سکتا۔ میرے اب تک کے درس و تدریس اور تعلیم و تعلم قرآن کی نوعیت محض یہ رہی ہے کہ میرے نزدیک از روئے قرآن ہر مسلمان پر اس کے دین کی جانب سے جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ یہ ہیں جو میں آپ حضرات کو بھی بتا رہا ہوں اور خود اپنے آپ کو بھی۔ ہم سب حسب صلاحیت و استعداد ان پر مکلف بھی ہیں اور عنداللہ مسئول اور جوابدہ بھی' اور ہمیں ان سے عہدہ برآ ہونے کی فکر کرنی چاہئے۔

مجھے خوب معلوم تھا کہ یہ راہ یوں تو ویسے بھی بڑی کٹھن اور پُر صعوبت ہے اور اس پر چلنے کے لئے "چیتے کا جگر چاہئے شاہیں کا تجسس!" اس لئے کہ بمصداقِ قرآنی ﴿ان ذلک من عزم الامور﴾ بے شک یہ بہت ہمت کے کاموں میں سے ہے' لیکن اس میں پہل کرنے والا تو گویا ایک بہت ہی بھاری بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا لیتا ہے۔ "انا اول المسلمین" اور "انا اول المومنین" کہتے ہوئے اس پُر خطر وادی میں اتر جانا اور پھر پکارنا کہ "من انصاری الی اللّٰہ" (کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں؟" ہرگز کوئی آسان کام نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ میں تاحال "درس و تدریس" کے گوشۂ عافیت ہی میں پناہ گزین رہا اور میں نے یہی موقف اختیار کئے رکھا کہ دین کی یہ حقیقت ہے جو مطالعۂ قرآن سے مجھ پر واضح ہوئی ہے اور دین کے یہ فرائض ہیں جو کلامِ الٰہی سے مجھ پر منکشف ہوئے۔ میں اس کا مدعی نہیں کہ میں خود ان کو بجا لا رہا ہوں اور آپ کو دعوت دے رہا ہوں کہ ان کی ادائیگی میں میرے ساتھ شریک ہو جائیں' بلکہ مقصود محض اظہارِ حقیقت ہے' اس خیال سے کہ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ آپ میں سے کسی کو اس خدمت کے لئے قبول فرما لے اور سامعین میں سے کوئی باصلاحیت اور باہمت شخص ایسا نکل آئے جو اٹھ کھڑا ہو اور خلقِ خدا کو دعوت دے کہ "اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہِ" اللہ کے بندو میری طرف آؤ اور اس طرح راہِ حق پر چلنے کے لئے ایک قافلہ تیار ہو جائے۔

لیکن اب بہت غور و فکر اور سوچ و بچار کے بعد محض اللہ تعالیٰ کی تائید و توفیق پر توکل و اعتماد اور صرف اسی کی امداد و اعانت کے سہارے اور بھروسے پر میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ آئندہ میری زندگی میں یہ کام صرف درس و تدریس تک محدود نہیں رہے گا بلکہ ان شاء اللہ العزیز احیائے اسلام اور غلبۂ دین حق ہی عملاً میری زندگی کا اصل مقصد ہوں گے اور میری بہتر اور بیشتر مساعی بالفعل دعوتِ دین اور خلقِ خدا پر دینِ حق کی جانب سے اتمامِ حجت میں صرف ہوں گی۔ گویا "اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" اور اسی کی دعوت میں اپنے تمام عزیزوں' دوستوں اور تمام جاننے والوں' حتیٰ کہ بزرگوں تک کو دوں گا اور پھر جو لوگ اس راستے پر ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو جائیں' انہیں ایک نظم میں منسلک کر کے ایک ہیئت اجتماعیہ تشکیل دوں گا جو ان مقاصدِ عالیہ کے لئے منظم جدوجہد کر سکے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

"تنظیم اسلامی" کا تاسیسی اجلاس 27 اور 28 مارچ 1975ء کو مرکزی انجمن خدام القرآن کے دفتر واقع 12۔اے افغانی روڈ' سمن آباد لاہور میں منعقد ہوا جس میں لاہور کے علاوہ کراچی' سکھر' بہاولپور' ساہیوال' فیصل آباد' شیخوپورہ' گوجرانوالہ اور بعض دوسرے مقامات سے کل 103 افراد شریک ہوئے۔ ان میں اوّل تو جماعت اسلامی سے علیحدگی اختیار کرنے والے حضرات کی کل تعداد پانچ چھ سے زیادہ نہ تھی۔ مزید برآں وہ سب بھی جماعت کے عام ارکان میں سے تھے اور ان میں سے کوئی بھی "جماعت اسلامی" کے کبھی کسی اہم منصب پر فائز نہیں رہا تھا۔ (سوائے شیخ جمیل الرحمٰن صاحب کے' کہ وہ کراچی کی جماعت کے معروف اور نمایاں لوگوں میں شامل رہے تھے)
گویا یہ پورا قافلہ راقم کی دعوتِ قرآنی کے نتیجے میں عالمِ وجود میں آیا تھا اور اس کے جملہ اساسی تصورات مطالعہ قرآن حکیم کے اس منتخب نصاب پر مبنی تھے جسے راقم نے اپنی دعوتِ قرآنی کا مرکز و محور بنایا تھا۔

اگلا مرحلہ نام' شرائطِ شمولیت' ہیئتِ تنظیمی اور قواعد و ضوابط کی منظوری تھا۔ چنانچہ نام کے ضمن میں اتفاقِ رائے کے ساتھ "تنظیم اسلامی" ہی کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ اسی طرح "ہیئتِ تنظیمی" کے ضمن میں حسبِ ذیل امور بھی بالاتفاق طے پا گئے۔

دفعہ 3۔ ہیئتِ تنظیمی

تنظیمی اعتبار سے پہلے تین سال ایک عبوری دور شمار ہوں گے۔ جن کے دوران میں مقدور بھر سعی کی جائے گی کہ تجدید ایمان' توبہ اور تجدید عہد کی وہ دعوت زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچا دی جائے جس کی تفصیل دفعہ 2 میں دی گئی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں شامل ہو سکیں۔ اس عرصے کی تکمیل پر ایسے تمام لوگوں کا ایک عام اجتماع طلب کیا جائے گا جو "تنظیم اسلامی" کے لئے مستقل دستور طے کریں گے۔ گویا دفعاتِ آئندہ میں جو تنظیمی ڈھانچا دیا جا رہا ہے وہ صرف اس عبوری دور کے لئے شمار ہو گا۔

دفعہ 4۔ مرکزی نظام

(الف) ڈاکٹر اسرار احمد کو تنظیم اسلامی کے داعی عمومی کی حیثیت حاصل ہو گی اور وہ اس عبوری دور میں "اَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ" کے وسیع تر اصول کے تحت تنظیم کے معاملات کو بھی چلائیں گے اور اس کی دعوت کو بھی زیادہ سے زیادہ وسیع تر حلقے تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ وہ ایک معین مجلس شوریٰ کو بھی نامزد کرنے کے مجاز ہوں گے لیکن ان کو حقِ استقرار حاصل ہو گا۔ (ب) تمام رفقاء تنظیم داعی عمومی کی اطاعت فی المعروف کے پابند ہوں گے۔

رہے قواعد و ضوابط تو چونکہ ان اصولی باتوں کے طے ہو جانے کے بعد زیادہ تفصیلی قواعد و قوانین کی چنداں ضرورت ہی باقی نہیں رہی تھی' لہٰذا وہ سب کے سب پانچ دفعات کی صورت میں کل تین صفحات میں سما گئے اور وہ بھی بالاتفاق طے ہو گئے۔

جہاں تک دستور کی دفعہ میں شامل "شرائطِ شمولیت" کا تعلق تھا' اس کی بھی کل چھ میں سے صرف ایک یعنی چوتھی شق ایسی تھی جو بہت سے احباب کے "تنظیم" میں شامل ہونے کی راہ میں رکاوٹ بن گئی۔ اس لئے کہ اس کی رو سے یہ لازم آتا تھا کہ صرف وہی لوگ تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کر سکیں گے جو تجارتی اور نجی ہر نوع کے سودی لین دین سے عملاً تائب ہو جائیں اور ایسے اداروں کی ملازمت بھی ترک کر دیں جن میں سودی لین دین کا غلبہ ہو' جیسے بنک اور انشورنس کمپنیاں وغیرہ۔ مزید برآں سرکاری محاصل یعنی انکم ٹیکس' سیلز ٹیکس وغیرہ کے ضمن میں کسی غلط بیانی سے ہرگز کام نہ لیں۔ ان شدید و ثقیل' اور موجود الوقت احوال و ظروف کے اعتبار سے تقریباً ناممکن العمل پابندیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُن 103 حضرات میں سے جو اس اجتماع میں ابتداً شریک ہوئے تھے' صرف 62 حضرات نے تنظیم اسلامی میں بالفعل شرکت اختیار کی۔

تنظیم کا پہلا سالانہ اجتماع 25 تا 27 مارچ ⇦

1976ء اپنے مقام تاسیس ہی پر منعقد ہوا تھا اور دوسرے سالانہ اجتماع کے انعقاد کے لئے بھی اواخر مارچ 1977ء کی تاریخوں کا تعین ہو چکا تھا کہ اچانک ملکی انتخابات میں حکومت وقت کی جانب سے کی گئی دھاندلیوں کے خلاف احتجاجی مظاہروں نے ملک گیر تحریک کی صورت اختیار کر لی جو "تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ" کے نام سے موسوم ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ لہٰذا "تنظیم" کے اجتماع کو ملتوی کرنا پڑا۔ 4 اور 5 جولائی 1977ء کی درمیانی شب کو ملک میں مارشل لاء نافذ ہوا تو امن و امان کی صورت حال بحال ہوئی اور چونکہ کچھ اندازہ نہ تھا کہ تین ماہ بعد مارشل لاء کے اختتام پر ملک میں دوبارہ کیسے حالات پیدا ہو جائیں۔ لہٰذا بعض اہم رفقاء کے مشورے سے طے کر لیا گیا کہ پہلی فرصت میں تنظیم کا ایک اجتماع منعقد کر لیا جائے جو دوسرے اور تیسرے سالانہ اجتماعات کا قائم مقام ہو اور اس میں تنظیم کے مستقل نظام کے بارے میں حتمی فیصلہ کر لیا جائے۔

یہ اجتماع جو کچھ دو اجتماعات کے قائم مقام ہونے کے ناتے اور کچھ اہم موضوعات پر تفصیلی گفت و شنید اور بحث و تمحیص کی ضرورت کے پیش نظر پورے ایک ہفتے کے لئے طلب کیا گیا تھا۔ 5 تا 11 اگست 1977ء قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں جاری رہا۔ اور اس میں راقم نے حسب ذیل تین تنقیحات کے ذیل میں نہ صرف یہ کہ اپنے دینی فکر کو پوری وضاحت اور شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا بلکہ جملہ شرکائے اجتماع کو بھی اظہار خیال اور اختلاف رائے کا پورا موقع فراہم کیا۔

1) اقامت دین، شہادت علی الناس اور غلبہ و اظہار دین کی سعی و جہد نفلی عبادت یا اضافی نیکی نہیں بلکہ از روئے قرآن و حدیث بنیادی دینی فرائض میں شامل ہے!

2) اس دینی فریضہ کی ادائیگی کے لئے التزام جماعت واجب ہے۔

3) ایسی دینی جماعت کی ہیئت تنظیمی مغرب سے درآمد شدہ دستوری، قانونی اور جمہوری طرز کی نہیں بلکہ قرآن و سنت اور اسلاف کی روایات سے مطابقت رکھنے والے بیعت کے اصول پر مبنی ہونی چاہئے۔

الحمد للہ کہ ان تنقیحات ثلاثہ پر پورے چھ دن سیر حاصل گفتگو ہوئی جس کے نتیجے میں شرکاء اجتماع کی غالب اکثریت نے راقم کے خیالات اور نظریات سے کامل اتفاق کیا اور بالآخر ناظم عمومی جناب شیخ جمیل الرحمٰن صاحب کی تحریک پر حسب ذیل قرارداد منظور ہوگئی:

"تنظیم اسلامی کا یہ اجتماع عام حسب دفعہ 3 دستور تنظیم اسلامی طے کرتا ہے کہ

۱) آئندہ تنظیم اسلامی کا نظام مغرب سے درآمد شدہ قانونی اور جمہوری اصولوں کے بجائے قرآن و سنت سے ماخوذ اور اسلاف کی روایات کے مطابق بیعت کے اصول پر مبنی ہوگا۔ چنانچہ تنظیم اسلامی کے داعی عمومی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب آج کے بعد سے "امیر تنظیم اسلامی" ہوں گے۔ اور تنظیم میں داخلہ ان کے ساتھ اطاعت فی المعروف کی بیعت کا شخصی رابطہ استوار کرنے سے ہوگا اور وہ بحیثیت امیر تنظیم اسلامی اپنے فرائض اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ اور شاورهم فى الامر فاذا عزمت فتوكل على الله کی قرآنی ہدایات کے مطابق ادا کریں۔

۲) اس فیصلے سے لازم آتا ہے کہ:

i) "تنظیم اسلامی میں جو حضرات اب تک شریک رہے ہیں ان کی رفاقت آج سے ختم شمار ہوگی تا آنکہ وہ اس قرارداد کے جزو اوّل کے مطابق بیعت کے نظم میں شامل ہو جائیں۔

ii) تنظیم اسلامی کا موجودہ دستور بھی کالعدم متصور ہوگا اور امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو اختیار ہوگا کہ وہ جن رفقاء سے مناسب سمجھیں مشورہ کر کے آئندہ کا دستور العمل طے کر لیں"۔

10 اگست 1977ء کو اس قرارداد کی منظوری اور اس پر جملہ شرکاء اجتماع کے دستخط ثبت ہونے پر گویا تنظیم اسلامی کا نیا اور مستقل دور شروع ہوگیا جو بحمد للہ تا حال جاری ہے۔

اس عرصے کے دوران اگر کوئی خیر ذاتی طور پر راقم الحروف اور اجتماعی طور پر تنظیم اسلامی سے بن آیا ہے تو وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور توفیق و تیسیر کا مظہر ہے..... اور کوتاہیاں اور لغزشیں سرزد ہوئیں تو ہمارے اپنے نفوس کی شرارتوں کی بنا پر..... چنانچہ آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ اپنے خصوصی فضل و کرم سے نوازتے ہوئے ہدایت و استقامت میں اضافہ فرمائے اور شیطان کے فریب اور نفس کی شرارتوں سے اپنی حفاظت میں رکھے! ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب! آمین

"تنظیم اسلامی" کے لئے بیعت کا نظام اصولی طور پر تو 1977ء میں اختیار کر لیا گیا تھا اور اس کے بعد سے عملاً تنظیم کی گاڑی اسی پٹڑی پر چل رہی ہے، تاہم اس کے مضمرات اور مضمنات کے واضح ہونے اور اسی کی بنیاد پر ایک جماعتی نظام کی تفصیلی تشکیل اور اس کے خدوخال کے صفحۂ قرطاس پر مرتسم ہونے میں کم و بیش دس سال کی مدت صرف ہوئی اور نہ صرف اصولی غور و خوض بلکہ دس سالہ تجربات کی روشنی میں تنظیم اسلامی کے لئے ایک تحریری "نظام العمل" کی تسوید و تبییض کا مرحلہ اوائل 1988ء میں شروع ہو سکا۔ جب کہ تنظیم کی مرکزی مجلس مشاورت نے اپنے اجلاس منعقدہ 2، 3 مارچ 88ء میں باضابطہ طے کیا کہ:

"تنظیم اسلامی میں شمولیت کے لئے بیعت کی اساس اگرچہ دس سال قبل اختیار کر لی گئی تھی لیکن فی زمانہ کسی ہیئت اجتماعیہ کے لئے اس مسنون اساس کے متروک العمل ہونے کے باعث تنظیم اسلامی کو بھی اس کے عملی تقاضوں سے کامل ہم آہنگی کے ضمن میں تدریجی مراحل سے گزرنا پڑا ہے۔ اسی ضمن میں اگرچہ متعدد فیصلے مختلف اوقات میں کئے جاتے رہے ہیں لیکن ان کو باضابطہ ضبط تحریر میں نہیں لایا گیا۔ اسی طرح اگرچہ تنظیم کی قرارداد تاسیس اور اس کی توضیحات میں بعض تاریخی اسباب کی بنا پر فریضۂ اقامت دین کی اہمیت اور اس کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کے لزوم کے قدرے خفی اور غیر نمایاں ہونے کے پیش نظر تنظیم کے آٹھویں سالانہ اجتماع میں یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ آئندہ تنظیم اسلامی محض اصلاحی اور دعوتی نہیں بلکہ انقلابی تنظیم ہوگی۔ تاہم ابھی تک یہ بات بھی پوری وضاحت کے ساتھ تحریری طور پر سامنے نہیں آئی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ان دونوں امور کو مجوزہ نظام العمل میں صراحت کے ساتھ درج کر دیا جائے اور جیسے کہ پانچ سال قبل طے کیا گیا تھا تنظیم اسلامی کی قرارداد تاسیس مع توضیحات اور "شرائط شمولیت" پر مشتمل مفصل تحریر کو آئندہ تنظیم کی آئینی و دستوری اساس نہیں بلکہ اس کے دعوتی اور تربیتی لٹریچر کا اہم اور اساسی حصہ سمجھا جائے"۔

الحمد للہ کہ اندریں اثنا "تنظیم" کا تفصیلی نظام العمل تیار ہو کر "سلسلۂ اشاعت نمبر 4" کی حیثیت سے شائع ہوا۔

مختصر ترین الفاظ میں "تنظیم اسلامی" کی اجتماعی مساعی کے اہداف و مقاصد اور اس کی موجودہ ہیئت انتظامی کا جامع و مانع تعارف مندرجۂ ذیل دو جملوں کے ذریعے ہو سکتا ہے جو "تنظیم کے نظام العمل" کی پہلی دفعہ (شق ۱ اور د) سے ماخوذ ہیں۔

۱) یہ ایک اصولی، اسلامی، انقلابی جماعت ہے جو پہلے پاکستان اور بالآخر کل روئے زمین پر اللہ کے دین کے غلبے یعنی اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام یا بالفاظ دیگر اسلامی انقلاب کے لئے کوشاں ہے۔

۲) اس کی تنظیمی اساس "سمع و طاعت فی المعروف" کی شخصی بیعت پر قائم ہے۔

"انجمن" اور "تنظیم" کا فرق

فطری طور پر بہت سے لوگوں کو میری قائم کردہ ان دو تنظیمی ہیکلوں (مرکزی انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی) کے بارے میں الجھن اور خلجان رہتا ہے اور وہ ان دونوں کے دائرہ ہائے کار اور تنظیمی لائحہ عمل کے فرق و تفاوت

اور ان کے مقاصد و اہداف کے مابین توافق اور ہم آہنگی کے فہم و ادراک میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ الجھن بعض اوقات انجمن اور تنظیم دونوں سے طویل اور گہری وابستگی رکھنے والے رفقاء و احباب کو بھی پیش آ جاتی ہے......لہٰذا مناسب ہے کہ اس ضمن میں جو وضاحتیں راقم نے ''میثاق'' بابت جولائی اگست 75ء کے ''تذکرہ و تبصرہ'' میں پیش کی تھیں ان کے اہم حصے اس تحریر میں شامل کر دیئے جائیں' جو درج ذیل ہیں:

''ہمارے بعض رفقاء و احباب اور بعض بزرگوں اور بہی خواہوں کو یہ مغالطہ لاحق ہو گیا ہے کہ شاید تنظیم اسلامی کے قیام سے ہم نے اپنے سابقہ طریق کار میں کوئی ترمیم کر لی ہے یا انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کے مقاصد میں کوئی اساسی فرق ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جہاں تک مقصد اور نصب العین کا تعلق ہے ان دونوں میں سرِ مُو بھی کوئی فرق موجود نہیں ہے اور جو تھوڑا بہت فرق نظر آتا ہے وہ صرف ہیئتِ تنظیمی سے متعلق ہے یعنی انجمن خدام القرآن کی حیثیت ایک ادارے کی ہے جس کی طرف واضح اشارہ لفظ ''انجمن'' میں موجود ہے جبکہ ''تنظیم اسلامی'' کی حیثیت ایک جماعت کی ہے جو لفظ تنظیم سے ظاہر ہے!

مزید برآں راقم الحروف 'بحمد اللہ' ہر مرحلے پر اپنے ذہن کو بالکل کھول کر سامنے رکھتا رہا ہے اور اس پورے معاملے میں کسی بھی موقع پر کسی بھی درجے میں کسی اخفاء یا کتمان کا شائبہ بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا...... چنانچہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام' میں طویل نظری مباحث کے بعد ''عملی اقدامات'' کے ذیل میں جو دو تجاویز پیش کی گئی تھیں ان میں سے پہلی یہ تھی

''کہ عمومی دعوت و تبلیغ کا ایک ایسا ادارہ قائم ہو جو ایک طرف تو عوام کو تجدیدِ ایمان اور اصلاحِ اعمال کی دعوت دے اور جو لوگ اس کی جانب متوجہ ہوں ان کی ذہنی و فکری اور اخلاقی و عملی تربیت کا بندوبست کرے اور ساتھ ہی اس علمی کام کی اہمیت ان لوگوں پر واضح کرے جو خلوص اور دردمندی کے ساتھ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے آرزومند ہیں اور دوسری طرف ایسے ذہین نوجوانوں کو تلاش کرے جو پیشِ نظر علمی کام کے لئے زندگیاں وقف کرنے کو تیار ہوں''۔

دوسری تجویز یہ تھی کہ:

''ایک قرآن اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا جائے۔ جو ایک طرف علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت کا بندوبست کرے تاکہ قرآن کا نور عام ہو اور اس کی عظمت لوگوں پر آشکارا ہو اور دوسری طرف ایسے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے جو بیک وقت علوم جدیدہ سے بھی بہرہ ور ہوں اور قرآن کے علم و حکمت سے بھی براہِ راست آگاہ ہوں تاکہ متذکرہ بالا علمی کاموں کے لئے راہ ہموار ہو سکے۔

اسی طرح ''تنظیم اسلامی'' کی تاسیسی قرارداد میں دوسرے امور کے علاوہ یہ صراحت بھی موجود ہے کہ:

''عامۃ الناس کو دین کی دعوت و تبلیغ کی جو ذمہ داری اُمت مسلمہ پر بحیثیت مجموعی عائد ہوتی ہے' اس کے ضمن میں ہمارے نزدیک اہم ترین کام یہ ہے کہ جاہلیتِ قدیمہ کے باطل عقائد و رسوم اور دورِ جدید کے گمراہ کن افکار و نظریات کا مدلل ابطال کیا جائے اور حیاتِ انسانی کے مختلف پہلوؤں کے لئے کتاب و سنت کی ہدایت و رہنمائی کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا جائے تاکہ ان کی اصل حکمت اور عقلی قدر و قیمت واضح ہو اور وہ شبہات و شکوک رفع ہوں جو اس دور کے لوگوں کے ذہنوں میں موجود ہیں''۔

اور اس کی ''توضیح'' میں مزید وضاحت کر دی گئی ہے کہ:

''اس ضمن میں ہمارے نزدیک اس وقت کرنے کا اہم ترین کام یہ ہے کہ ایک طرف ادیانِ باطلہ کے مزعومہ عقائد کا مؤثر و مدلل ابطال کیا جائے اور دوسری طرف مغربی فلسفہ و فکر اور اس کے لائے ہوئے زندقہ و الحاد اور مادہ پرستی کے سیلاب کا رخ موڑنے کی کوشش کی جائے اور حکمتِ قرآنی کی روشنی میں ایک ایسی زبردست جوابی علمی تحریک برپا کی جائے جو توحید' معاد اور رسالت کے بنیادی حقائق کی حقانیت کو بھی مبرہن کر دے اور انسانی زندگی کے لئے دین کی رہنمائی و ہدایت کو بھی مدلل و مفصل واضح کر دے۔

ہمارے نزدیک اسلام کے حلقے میں نئی اقوام کا داخلہ اور جسدِ دین میں نئے خون کی پیدائش ہی نہیں خود اسلام کے موجود الوقت حلقہ بگوشوں میں حرارتِ ایمانی کی تازگی اور دین و شریعت کی عملی پابندی اسی کام کے ایک مؤثر حد تک تکمیل پذیر ہونے پر موقوف ہے! اس لئے کہ دورِ جدید کے گمراہ کن افکار و نظریات کے سیلاب میں خود مسلمانوں کے ذہین اور تعلیم یافتہ طبقے کی ایک بڑی تعداد اس طرح بہہ نکلی ہے کہ ان کا ایمان بالکل بے جان اور دین سے ان کا تعلق محض برائے نام رہ گیا ہے اور اسی بنا پر دین میں نت نئے فتنے اٹھ رہے ہیں اور ضلالت و گمراہی نت نئی صورتوں میں ظہور پذیر ہو رہی ہے۔

اس سلسلے میں انفرادی کوششیں تو اب بھی جیسی کچھ بھی عملاً ممکن ہیں جاری ہیں اور آئندہ بھی جاری رہیں گی۔ ضرورت اس کی داعی ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو وسائل فراہم کئے جائیں اور ایک ایسے باقاعدہ ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے جو حکمتِ قرآنی اور علمِ دینی کی نشر و اشاعت کا کام بھی کرے اور ایسے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا بھی مناسب اور مؤثر بندوبست کرے جو عربی زبان' قرآن حکیم اور شریعتِ اسلامی کا گہرا علم حاصل کر کے اسلامی اعتقادات کی حقانیت کو بھی ثابت کریں اور انسانی زندگی کے مختلف شعبوں کے لئے جو ہدایات اسلام نے دی ہیں انہیں بھی ایسے انداز میں پیش کریں جو موجودہ اذہان کو اپیل کر سکے۔''

گویا پوری مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور اپنے جملہ اغراض و مقاصد اور قرآن اکیڈمی کے منصوبے سمیت تنظیم اسلامی کے متذکرہ بالا مجوزہ ادارے کی حیثیت رکھتی ہے۔ دوسری طرف تنظیم اسلامی کی حیثیت ''عمومی دعوت و تبلیغ'' کے اس ''ادارے'' کی ہے جس کا ذکر ''قرآن اکیڈمی'' کے منصوبے کے ضمن میں شرط لازم (Prerequisite) کے طور پر کیا گیا تھا۔ بالفاظِ دیگر انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی باہم لازم و ملزوم ہیں یا یک جان و دو قالب اور ان کے مابین ہرگز نہ کوئی تضاد ہے نہ تباین!

انتقالِ منصبِ امارت

چالیس سال سے زیادہ طویل مدت تک' دعوت رجوع الی القرآن کی خاطر مسلسل اور سخت کاوش و جدوجہد کے بعد **1998**ء میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ایک طویل سلسلۂ مشاورت کے بعد اپنے فرزند حافظ عاکف سعید صاحب کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ ''تنظیم'' کے دستور میں یہ صراحت موجود ہے کہ اگر امیر تنظیم اسلامی کسی وقت اپنی ذاتی وجوہات کے باعث امارت سے دستبردار ہو جائیں تو امارت کی ذمہ داری جانشین امیر کو سنبھالنی ہوگی۔ امارت کی باقاعدہ منتقلی **15** تا **17** ستمبر **2002**ء کو منعقد ہونے والے ''تنظیم اسلامی'' کی مجلس شوریٰ کے ایک خصوصی اجلاس کے موقع پر عمل میں آئی۔ بانی امیر نے آیتِ قرآنی **ومن نعمره ننكسه في الخلق افلا يعقلون** سے استدلال کرتے ہوئے اپنی پیرانہ سالی کے باعث پیدا ہونے والے بعض جسمانی عوارض اور معذوریوں کی بنا پر امارت کی ذمہ داری اپنے جانشین کو تفویض کرتے ہوئے پہلے خود ان کے ہاتھ پر سمع و طاعت کی بیعت کی' تاکہ زندگی کا کوئی لمحہ جماعت کے بغیر بسر نہ ہو۔ بعد ازاں مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ کے ارکان نے نئے امیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ امارت کی منتقلی کے موقع پر صدر مؤسس نے ارکانِ مجلس عاملہ و مجلس شوریٰ سے بحیثیت ''امیر تنظیم اسلامی'' الوداعی خطاب فرمایا۔ جس کا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''امارت کی منتقلی کے اس موقع پر میں اب چاہتا ہوں کہ اس تحریک کے جو محکم اساسات ہیں' ان کو بیان کر دوں' تاکہ ان چیزوں کو ہم مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ یہ نہ ہو کہ کسی وقت صورتِ حال میں بہہ کر ہم کسی سائڈ لین میں اتنے آگے نکل جائیں یا اتنے آگے بڑھ جائیں کہ پھر واپس آنا ممکن نہ ہو۔ ہماری ''تنظیم'' کی اساسات میں پہلی بات ہے دعوت بذریعہ قرآن۔ ہمارا مرکز و محور قرآن' اسی کو

پڑھنا پڑھانا' سیکھنا سکھانا' اسی کے لئے عربی سیکھنا سکھانا ہونا چاہئے۔ یہ ہمارا محور رہے گا' مرکز رہے گا' تبھی درحقیقت ہماری تنظیم صحیح نہج پر آگے بڑھے گی اور ہماری تحریک میں پیش رفت ہوگی۔ اس دعوت بالقرآن کے دو ہدف ہیں۔ سب سے پہلے دعوت الی اللہ۔ اس سے میری مراد دعوتِ ایمان ہے' یعنی معرفت خداوندی کا گہرا ہو جانا' اللہ کی محبت کا ہر چیز پر غالب آ جانا۔ دوسرا ہدف ہے دعوت الیٰ سبیل اللہ یا دعوت الی الدین۔ اس دعوتِ دین کے اندر ہی فریضۂ اقامتِ دین کی ادائیگی بھی شامل ہے۔ اس کام کے لئے مرکز و محور کی اساس' اس کا آلہ' اس کا ذریعہ قرآن ہے۔

ہماری دوسری اساس یہ ہے کہ وہ لوگ جو کم از کم اس قدر ایمان کا ثبوت دے دیں کہ شریعت کے وہ احکام جن پر عمل کرنا ممکن ہو' اس پر عمل پیرا ہوں ان کی بیعت کی بنیاد پر تنظیم سازی کی جائے۔ یہ بیعت کا نظام ہم نے سوچ سمجھ کر منہاجِ محمدیؐ سے اخذ کرتے ہوئے اختیار کیا ہے' اس پر بڑی بحثیں ہوئی ہیں' ہم بڑے استہزاء کا نشانہ بھی بنے ہیں۔ خود ہم نے **1977**ء میں جب بیعت کی اساس اختیار کرنے کا فیصلہ کیا تھا تو کہا تھا کہ ابھی کچھ عرصہ اس کا ذکر نہیں کریں گے۔ بہرحال اِن ساری چیزوں سے ہم گزر چکے ہیں اور اللہ کا ہم پر بڑا فضل ہوا ہے کہ ہم نے ایک مردہ سنت کو زندہ کیا ہے یعنی بیعت کی بنیاد پر تنظیم قائم کی۔ یہ ہماری محکم اساسات میں سے ہے۔

ہماری اس تحریک کی تیسری اساس یہ ہے کہ ہمارے پیش نظر اصل ہدف رضائے الٰہی کے حصول اور اخروی نجات کی غرض سے دین حق کا قیام و نفاذ ہے۔

چوتھی اساس یہ ہے کہ اس کام کے لئے لائحہ عمل کے طور پر ہمارے سامنے اصل حجت منہج انقلاب نبویؐ ہے۔ ہم اسی کو حتی الواسع اختیار کریں گے۔ اس معاملے میں حضور ﷺ کے اسوہ کو ہر پہلو سے دیکھنا ہوگا' مثلاً جیسا کہ تزکیہ کا معاملہ ہے۔ اس ضمن میں بھی ہم حضور ﷺ کے منہج کو مدنظر رکھیں گے۔ ہمارے یہاں خانقاہی طرز کا تزکیہ نہیں ہے۔ بلکہ تزکیہ کا وہ طریقہ ہے جو حضورؐ نے اختیار فرمایا۔ اسے ہم سلوکِ محمدیؐ یا سلوکِ قرآنی کہہ سکتے ہیں۔ اس میں ذکر کا سب سے بڑا ذریعہ "الذکر" یعنی قرآن ہے۔ پھر نماز ہے اور اس کے بعد اذکارِ مسنونہ ہیں۔ پھر کہیں جا کر کوئی اور ذکر ہے۔ اس مسنون سلوک میں نفس کے خلاف مجاہدہ کا اصل ذریعہ اقامتِ دین کی جدوجہد میں "انفاق" ہے کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے مال خرچ کرو اور یہ کہ جان بھی کھپاؤ۔ یہ مجاہدہ ہے نفس کے خلاف۔ یہی اصل سلوک ہے۔ باقی رہے سلوک کے مروج طریقے یعنی وہ مراقبے اور چلے کاٹنا' غاروں میں چلے جانا تو یہ چیزیں ثانوی درجے کی ہیں۔ اِن کا اس سلوکِ محمدیؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے جو آنحضورؐ نے اپنے صحابہؓ کو تلقین فرمایا تھا۔ اقامت دین کی جدوجہد کے سلسلے میں جو بھی مخالف نفس کام کرنا پڑے' وہی درحقیقت مجاہدہ مع النفس ہے۔

"اب تنظیم کی قیادت چھوڑتے ہوئے میری سب سے پہلی' سب سے بڑی اور سب سے محکم' سب سے مؤکد وصیت یہ ہے کہ تنظیم اپنا زور ان "محکماتِ اربعہ" پر مرکوز کرے اور آئندہ ان Side Lanes کے اندر کسی معمولی ترغیب Temptation سے تو داخل ہی نہ ہو' اس لئے کہ اب ثابت ہو گیا کہ نرم انقلاب Soft Revolution نام کی کسی شے کا یہاں قطعاً کوئی امکان نہیں ہے۔ اسلامی انقلاب کے امکانات کے حوالے سے آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بین الاقوامی سطح پر حالات انتہائی خرابی کی طرف جا رہے ہیں۔ یہ میں اپنی دس سال پہلے کی تحریر کے حوالے سے کہہ رہا ہوں۔

اپنی کتاب "موجودہ اور سابقہ امتوں کا ماضی' حال اور مستقبل" کے آخری صفحات میں صحیح احادیث کے حوالے سے میں نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ عربوں کے اوپر بہت شدید عذاب آئے گا' اس لئے کہ وہ اس کے مستحق ہو چکے ہیں۔ ان کی مادری زبان میں اللہ کا کلام موجود ہے' لیکن پھر بھی انہوں نے اس کو امام و رہنما نہیں بنایا۔ جو مسلم ممالک نو آبادی نظام کے تسلط سے آزاد ہوتا گیا' وہ اسلام سے بھی آزاد ہوگیا۔ کسی نے واشنگٹن کو اپنا قبلہ بنا لیا اور کسی نے ماسکو کو۔ اس لئے ہم بدترین سزا کے مستحق ہو چکے ہیں اور اس کا آغاز کسی بھی وقت ہو جائے گا۔ عراق کے اوپر اگر حملہ ہو گیا' اس کے کیا عواقب و نتائج ہوں گے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہی زوردار ریلے میں گریٹر اسرائیل قائم ہو جائے گا' جیسا کہ **1967**ء کی صرف چھ روزہ جنگ میں اسرائیل نے ایک طرف سے صحرائے سینا اور دوسری طرف سے جولان کی پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا تھا' اور پورا ویسٹ بنک لے لیا تھا۔ ایسے ہی اگر اب یہ معاملہ اٹھا تو اندیشہ ہے کہ ان ملکوں کا نام و نشان مٹ جائے گا' جیسا کہ احادیث میں خبریں موجود ہیں یہ اردن' ترکی' عراق اور شام ان سب کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ حدیث میں صرف ضمانت اگر دی گئی ہے تو وہ یہ ہے کہ مدینہ پر قبضہ نہیں کر سکیں گے۔ مدینے کو بھی یہودی گریٹر اسرائیل میں داخل سمجھتے ہیں۔ کیونکہ مدینہ سے نکالے گئے تھے' لیکن آنحضور ﷺ کی دی ہوئی خبروں کے مطابق وہ مدینے میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔

واجپائی کا بیان بھی آ گیا ہے کہ عراق کی طرح کوئی کارروائی ہم پاکستان میں بھی کر سکتے ہیں' لہٰذا نا معلوم کیا ہوگا۔ اسی طرح "نیوز ویک" میں فرید زکریا صاحب نے ایک چونکا دینے والا مضمون لکھا ہے۔ میں مشورہ دوں گا کہ آپ سب حضرات اسے پڑھیں۔ اس مضمون میں جو بیان کیا گیا ہے وہ مستقبل قریب کے اعتبار سے ہمارے لئے انتہائی مایوس کن ہے۔ اس نے کہا ہے کہ یہ جو پچھلی صدی کے اندر احیائے اسلام کا ایک ابھار آیا تھا وہ ختم ہو چکا ہے' اس کا اب کہیں وجود نہیں رہا۔ صورتِ حال بڑی تیزی کے ساتھ بدل گئی ہے۔ ان حالات میں سب سے بڑی شے جس کے ختم ہو جانے کا امکان ہے' وہ یہ کہ ان تحریکوں کے خاتمے کے ساتھ وہ فکر نہ ختم ہو جائے۔ وہ انقلابی فکر' جس کے بارے میں یہ وضاحت میں بار بار کر چکا ہوں کہ اس کا آغاز علامہ اقبال سے ہوا۔ اس پر پہلی جماعت سازی کی کوشش مولانا ابوالکلام آزاد نے کی۔ دوسری کوشش مولانا مودودی نے کی۔ تیسری "تنظیم اسلامی" کے نام سے ہم نے کی۔ اس "تنظیم اسلامی" میں ہم نے اس انقلابی فکر کو آگے بڑھاتے ہوئے اللہ کے فضل و کرم سے بیعت کے معاملے کو زندہ کیا ہے' منہج انقلاب نبویؐ کو واضح کیا ہے۔ ان چیزوں کی حفاظت کرنا' ان کو مؤکد کرنا' ان کو سینے سے لگا کر رکھنا بہت ضروری ہے' تاکہ بالفرض اگر حالات بہت خطرناک اور خراب ہو جائیں تو بعد میں کوئی نئی فصل اُگ سکے اور انہی فکری بنیادوں پر کوئی نئی تعمیر کی جا سکے۔ اس لئے کہ اصل شے فکر ہوتی ہے۔ فکر اگر باقی ہے تو وہ کہیں نہ کہیں سے اپنے برگ و بار پیدا کر لے گی۔ لیکن اگر وہی discredit ہو جائے یا ختم ہو جائے تو پھر اسے زندہ کرنا آسان کام نہیں ہے' لہٰذا اس مرحلے پر ہماری اولین ترجیح اس فکر کی حفاظت کرنا ہے۔"

عرفات میں میں نے اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے خصوصی دعا کی اور بار بار دعائے استخارہ کو دہرایا' لیکن تذبذب میں کوئی کمی نہیں آئی

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

اشاریہ مضامین

یہ مختلف موضوعات وعنوانات کے تحت شائع ہونے والے مضامین کا مفصل اشاریہ ہے جو ''ندائے خلافت'' کے ادارتی معاون فریداللہ خان مروت نے مرتب کیا ہے۔ ''الہدیٰ'' کے عنوان کے تحت محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا سلسلہ ''درسِ قرآن'' جاری ہے۔ 2003ء میں ''الہدیٰ'' کے تحت 45 دروس میں سورۃ البقرہ کی آیت 165 سے آیت 273 تک ترجمہ وتشریح شائع ہوئے۔ اسی طرح جناب چوہدری رحمت اللہ بٹر کا سلسلہ ''فرمانِ نبویؐ '' بھی جاری ہے' جس کے تحت منتخب احادیث شائع ہوتی ہیں۔ ''الہدیٰ'' اور ''فرمان نبویؐ '' کی تفاصیل اس اشاریے میں شامل نہیں۔ تاہم تنگیٔ جا اور بھول چوک کی وجہ سے کوئی اندراج رہ گیا ہو یا کوئی غلطی ہوگئی ہو تو اس کے لئے مرتب پیشگی معذرت کے طلبگار ہیں۔ ہر موضوع کے شروع میں جو ہندسہ دیا گیا ہے' وہ نمبر شمار نہیں بلکہ نمبر شمارہ ہے۔ (مدیر انتظامی)

فہرست شمارہ جات

[2003ء کے دوران میں شائع ہونے والے شماروں کی فہرست]

1 8 جنوری 2003ء - 5 ذوالقعدہ 1423ھ
2 15 جنوری - 12 ذوالقعدہ
3 22 جنوری - 18 ذوالقعدہ
4 29 جنوری - 25 ذوالقعدہ
5 5 فروری - 2 ذوالحجہ
6 12 فروری - 10 ذوالحجہ
7 26 فروری - 24 ذوالحجہ
8 12 مارچ - 8 محرم الحرام 1424ھ
9 19 مارچ - 15 محرم الحرام
10 26 مارچ - 22 محرم الحرام
11 2 اپریل - 29 محرم الحرام
12 9 اپریل - 6 صفر المظفر
13 16 اپریل - 13 صفر المظفر
14 30 اپریل - 27 صفر (عراق نمبر)
15 7 مئی - 5 ربیع الاول
16 14 مئی - 11 ربیع الاوّل
17 21 مئی - 18 ربیع الاوّل
18 28 مئی - 25 ربیع الاوّل
19 4 جون - 3 ربیع الثانی
20 11 جون - 10 ربیع الثانی
21 18 جون - 17 ربیع الثانی
22 25 جون - 24 ربیع الثانی
23 2 جولائی - یکم جمادی الاوّل
24 9 جولائی - 8 جمادی الاوّل
25 16 جولائی - 15 جمادی الاول
26 23 جولائی - 22 جمادی الاوّل
27 30 جولائی - 27 جمادی الاوّل
28 6 اگست - 4 جمادی الثانی
29 20 اگست - 21 جمادی الثانی (نظریۂ پاکستان نمبر)
30 27 اگست - 28 جمادی الثانی
31 3 ستمبر - 5 رجب المرجب
32 10 ستمبر - 12 رجب المرجب
33 17 ستمبر - 19 رجب المرجب
34 24 ستمبر - 26 رجب المرجب
35 یکم اکتوبر - 4 شعبان المعظم
36 8 اکتوبر - 11 شعبان المعظم
37 15 اکتوبر - 18 شعبان المعظم
38 22 اکتوبر - 25 شعبان المعظم
39 29 اکتوبر - 3 رمضان المبارک
40 5 نومبر - 9 رمضان المبارک
41 12 نومبر - 16 رمضان المبارک
42 19 نومبر - 23 رمضان المبارک
43 26 نومبر - یکم شوال المکرم
44 10 دسمبر - 15 شوال المکرم
45 17 دسمبر - 22 شوال المکرم
46 24 دسمبر - 29 شوال المکرم
47 31 دسمبر 2003ء - 7 ذوالقعدہ 1424ھ

سرورق کے منتخب شہ پارے

[سرورق کے صفحۂ اول پر شائع ہونے والے' مشاہیر کی تحریروں سے اخذ کردہ منتخب شہ پاروں کی فہرست]

1	آخرت پر ایمان اور صحابہ کرامؓ	مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری
2	جنگ کا اسلامی تصور	ڈاکٹر خالد علوی
3	عظیم ترین ذکر	محمد محمود احمد
4	امت مسلمہ کی زبوں حالی کا سبب	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
5	کرنے کا اصل کام!	ڈاکٹر اسرار احمد
6	تنظیم اسلامی کیوں قائم ہوئی؟	ماخوذ تنظیم اسلامی
7	تنظیم اسلامی کیوں قائم ہوئی؟	ڈاکٹر اسرار احمد
8	ایمان حقیقی کا سرچشمہ: قرآن حکیم	ڈاکٹر اسرار احمد
9	فرض آپ کو پکار رہا ہے!	مولانا محمد یوسف
10	پاکستان کا المیہ!	ڈاکٹر اسرار احمد
11	سب سے بڑی کامیابی	ڈاکٹر اسرار احمد
12	عبادتِ رب کا مفہوم	سید محمد قطب شہید
13	مذہب مردان خود آگاہ و خدامست	ڈاکٹر رفیع الدین
14	عراق نمبر	سید قاسم محمود
15	متاعِ غرور	ڈاکٹر اسرار احمد
16	عظمت مصطفیٰ ﷺ: غیر مسلموں کا اعتراف اور شہادت	ڈاکٹر اسرار احمد
17	روشنی کا مینار	سید سلمان ندویؒ
18	مسلمانوں کے لئے اجتماعی زندگی اہمیت	مولانا ابوالکلام آزادؒ
19	اسلامی قانون کی امتیازی خصوصیت	ڈاکٹر خالد علوی

20 نوائے جبریل — ماہر القادری
21 کہاں سے آئے صدا...... — علامہ محمد اقبال
22 مشاہدہ اور مطالعۂ قدرت کی قرآنی دعوت — ڈاکٹر محمد رفیع الدین
23 وقت کی اصل ضرورت — ڈاکٹر اسرار احمد
24 نبی اکرم ﷺ کی دعوت کا اصل ہدف — ڈاکٹر اسرار احمد
25 پیغام صدر پرویز مشرف کے نام — تنظیم اسلامی
26-پیغمبرانہ طریق تربیت کی بنیاد: تعلق باللہ (ڈاکٹر خالد علوی)
27-امتِ مسلمہ کیوں برپا کی گئی؟ (مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)
28-اسلامی نظام زندگی (سید قطب شہیدؒ)
29-نظریۂ پاکستان نمبر (سید قاسم محمود)
30-جدید اسلامی ریاست کے قیام کی اساسات — ڈاکٹر اسرار احمد
31-حکومت الٰہیہ کے ضمن میں اہلِ ایمان کی ذمہ داری (ڈاکٹر اسرار احمد)
32-اسلامی انقلاب۔ مفہوم ومقصود (ڈاکٹر خالد علوی)
33-اسرائیل اور اسلامیانِ پاک وہند (علامہ محمد اقبال)
34-اسم محمد ﷺ
35-معراج النبی ﷺ (ڈاکٹر اسرار احمد)
36- بیت المال سے وظیفہ (مولانا محمد زکریا)
37-پل صراط (شاہ بلیغ الدین)
38-ماہِ شعبان کی فضیلت (مولانا نعیم الدین صاحب)
39-استقبال رمضان کے لئے حضورؐ کا خطبۂ مبارک (مولانا محمد منظور نعمانی)
40-دن کا روزہ رات کا قیام (ڈاکٹر اسرار احمد)
41-روزے کے روحانی فوائد (شاہ ولی اللہ دہلوی)
42-جہاد کے تفصیلی مراحل (ڈاکٹر اسرار احمد)
43-عید الفطر کی نماز (مولانا محمد منظور احمد نعمانی)
44-وحدت ادیان کا قرآنی تصور (ڈاکٹر اسرار احمد)
45-اتحادِ اسلامی: وقت کی عین ضرورت (مولانا ابوالکلام آزاد)
46-سراجاً منیرا (مولانا نعیم صدیقی)
47-دعوت وتبلیغ کا اصول (ڈاکٹر خالد علوی)

اداریہ

[حالاتِ حاضرہ پر ادارے کی جانب سے تحریر کردہ اداریوں کی فہرست]

1-سال اقبال اور ہمارا طرزِ عمل (علامہ اقبال اور مسلمان)
2-پاکستان ایک خودمختار ریاست یا امریکی کالونی (پاکستان میں امریکی بدمعاشی)
3-موجودہ ملکی وبین الاقوامی حالات اور ہمارا نقطۂ نظر (تنظیم اسلامی کی مجلسِ عاملہ کا اجلاس)
4-جشن بہاراں کی تیاریاں!! (ہندوانہ تہوار)
5-بتوں سے تجھ کو امیدیں (غیر مسلموں سے مدد کی امید)
6-یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود! (غیر مسلموں سے مدد کی امید)
7- کون سی وادی میں' کون سی منزل میں ہے (تنظیم اسلامی کا کل پاکستان سالانہ اجتماع)
8- کیا اب بھی وقت نہیں آیا؟ (کہ ہم اللہ کے سامنے جھک جائیں)
9- کہاں کا اختیار' کون سی آزادی؟ (حکومت ہماری اور حکم امریکا کا)
10-تقدیر مبرم (بش کا عراق پر حملے کا اعلان)
11-جیت میں ہار (عراق پر حملے سے امریکہ کی ناکامی)
12-فیصلے کی گھڑی (عراق بمقابلہ امریکہ)
13-ہوگیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو! (عراقی مسلمانوں پر حملہ)
14- عراق نمبر ((جاری جنگ کے موقع پر)
15-دوستی کا ہاتھ (واجپائی کی طرف سے)
16-فیصلہ کن مذاکرات (بھارت کے ساتھ)
17-عربی بورڈ اور سٹڈیز کی جانب سے ایک عمدہ تجویز!
18- کھلتا قبرص کی سرحدوں کا
19-ہمارا شرمناک کردار! (افغانستان پر امریکی حملے میں پاکستان کا تعاون)
20-روڈ میپ کی ناکامی مقدر ہے! (اسرائیل اور فلسطین کے ناکام مذاکرات)
21-شریعت بل کی منظوری (سرحد کی صوبائی حکومت کا کارنامہ)
22- حکومت کی خوش فہمیوں کا ہفتہ (حکومت کو خوش کرنے کے لئے بیانات)
23-اسرائیل: ہزار بار نامنظور (جنرل مشرف کا اسرائیل منظور کرنے پر غور)
24- کشمیر کی پوری روٹی (جنرل مشرف کی مسئلہ کشمیر حل کرنے کی تجاویز)
25-جنرل صاحب کا تیسرا شوشہ (پاکستانی فوج عراق بھیجنے کا فیصلہ)
26-اسلام آباد اور کابل میں دوریاں
27-عراق میں گوریلا جنگ کا آغاز
28-ایک سنگین مسئلہ (عراق میں پاکستانی فوج بھیجنے کا)
29- نظریۂ پاکستان نمبر (سابقہ خصوصی اشاعتوں کا تعارف)
30-پاکستان کی چوطرفہ حصار بندی (روس نواز شمالی اتحاد' بھارت' اسرائیل اور امریکہ کا گٹھ جوڑ)
31-امریکہ کی شہ پر بھارت کی نئی ریشہ دوانیاں
32-بابری مسجد اور الیکشن 2004ء
33-ابلیس کی مجلس شوریٰ (بھارت اور اسرائیل کا مشترکہ اجلاس)
34- گزارشِ احوال واقعی! (یوم آزادی کا جشن اور اندرونی برائیاں)
35-خودداری خودمختاری کا واحد راستہ
36-مہاتیر محمد کا ''پہلا خطاب'' (مہاتیر کا جنرل اسمبلی میں امریکا اور یورپ پر تنقید)
37-امریکا ہم سے کیا چاہتا ہے؟ (امریکا کے پاکستان سے چار بڑے مطالبات)
38-ترکی کا فیصلہ اور پاکستان (عراق فوج بھیجنے کا ترکی کا فیصلہ)
39-شام' اسرائیل اور دنیائے اسلام (اسرائیل کا دمشق پر حملہ)
40-تجاویز کے ساتھ دھمکی بھی (بھارت کی امن تجاویز کے ساتھ جنگ کی دھمکی)
41-بھارتی تجاویز اور کشمیر کا روڈ میپ (بھارت کا پاکستان سے کشمیر سے دستبردار ہونے کا مطالبہ)
42-سانپ کی نئی کینچلی (مسلم ممالک میں جمہوریت پر بش کا عدم اطمینان)
43- گھریلو تشدد کا خاتمہ بذریعہ پولیس (پنجاب اسمبلی میں ایک مسودۂ قانون)
44-آخر کب تک؟ (پاکستان میں مجاہدین کے خلاف آپریشن)
45-اندھے فیصلے' اندھی گلی (پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ بندی)
46-پاکستانی خیرسگالی کا بھارتی جواب (متضاد طرزِ عمل)
47-تیز ترک گامزن......

منبر و محراب

[''منبرومحراب'' امیر تنظیم کے ان'' خطبات جمعہ'' کا مستقل عنوان ہے جو دعوت رجوع الی القرآن کے سلسلے میں 1977ء سے ہر جمعہ کو مسجد دارالسلام' باغ جناح میں انتہائی باقاعدگی سے دیتے چلے آرہے ہیں۔2003ء میں امیر تنظیم محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے خطبات دیئے۔کسی زیادہ شدید مصروفیت کے باعث اُن کی عدم موجودگی میں محترم عبدالرزاق صاحب نے (شمارہ 41) اور محترم شاہد اسلم صاحب نے (شمارہ 42)خطبۂ جمعہ دیا۔]

1-حیاتِ انسانی کی عظیم ترین حقیقت
2- کیا اسلام تلوار کے زور پر پھیلا؟
4-اسلام کا معاشرتی نظام اور رسوماتِ نکاح
5-امریکی عزائم اور اس کے پس پردہ کارفرما عوامل
6-صیہونی عزائم اور عالم اسلام
7-امت مسلمہ پر عالم کفر کی یلغار
8-اللہ کے دشمنوں سے دوستی دنیاوی ذلت کا باعث
9-امت مسلمہ کے بچاؤ کا راستہ
11-موجودہ حالات میں قرآن حکیم کی رہنمائی
12-موجودہ حالات میں امت مسلمہ کے لئے لائحہ عمل
13-امتِ مسلمہ کیوں کر بلند ہوسکتی ہے؟
15-اللہ کی مغفرت اور رحمت کا مستحق کون؟
16- وقتی شکست میں مسلمانوں کے لئے قرآن کی رہنمائی (1)
17- وقتی شکست میں مسلمانوں کے لئے قرآن کی رہنمائی (2)
18-شانِ رسالت ﷺ اور ہماری ذمہ داریاں
19-سورہ بنی اسرائیل کے مضامین کا اجمالی جائزہ
20-بنی اسرائیل کی تاریخ
21-موجودہ اور سابقہ امتِ مسلمہ کا تاریخی تقابل
22-مطالعہ سورۂ بنی اسرائیل (پہلا رکوع)
23-روزِ محشر ہر شخص کو اپنے اعمال کا بوجھ اٹھانا ہوگا
24-یہ دنیا دارالامتحان ہے
25-اسرائیل نامنظور کیوں؟
26- موجودہ عالمی صورتِ حال کا تجزیہ
27-اسلامی انقلاب کا نبویؐ طریقِ کار
28-اسلامی معاشرے میں اسراف وتبذیر کی ممانعت
30-اسلامی تعلیمات اور ہمارا معاشرہ
31-انسانی جان کا احترام اور مالِ یتیم کی حفاظت
32-تصورِ مہدی اور علامہ اقبالؒ
33-معاشرتی برائیاں اور ان کا تدارک
34-توحید باری تعالیٰ کا اثبات
35-مخالفین کے جواب میں اہل حق کے لئے راہِ عمل
37-قصۂ آدم وابلیس میں انسانیت کے لئے پیغام
38-بنی آدم کو عطا شدہ فضیلت کے مظاہر
39-انسان کا طرزِ عمل اور سنتِ الٰہی
40-اتباعِ رسول ﷺ کی اہمیت
41-ماہ رمضان کی فضیلت
42-یہود ونصاریٰ کا طرزِ عمل
43- گھریلو تشدد کے انسداد کا بل
44موجودہ حالات میں اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل
45- قرآن کن لوگوں کے لئے شفاء ورحمت ہے
46-نعمت ومصیبت میں انسان کا متضاد طرزِ عمل
47-حقیقت روح اور اعجازِ قرآن

تجزیہ

[حالاتِ حاضرہ پر محترم ایوب بیگ مرزا صاحب کے تجزیوں کی فہرست دعوت]

1-حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں!
2-پاک امریکہ تعلقات: منظر وپس منظر
4-امریکی عزائم اور عالم اسلام (1)
5-امریکی عزائم اور عالم اسلام (2)
5-6فروری: یوم یکجہتی کشمیر لیکن........
7-امریکی عزائم اور عالم اسلام (3)
8-امریکی عزائم اور عالم اسلام
9-عالمی مفادات کی جنگ میں عالم اسلام کا کردار
10-الٹرا امپیریلزم سے امپیریلزم کی طرف واپسی (ابوالحسن)
12-اب کس کی باری ہے؟ (مسلم ممالک کو مستقبل کے بارے میں سوچنا چاہئے۔
13- سقوط بغداد کا سبق! (عراق کے بڑے شہروں کا امریکی محاصرہ)
15-''ایل ایف او'' اور متحدہ مجلس عمل کی حقیقی ذمہ داری
17-اولین شرط خلوص نیت (پاک بھارت مذاکرات کے لئے نیت صحیح کریں)
18-عالم اسلام کا المیہ
19-افغانستان کی نئی صورت حال
20-شیر کا جبڑا (امریکی حکومت سے خیر کی توقع نہیں)
22-بجٹ اور سیاسی استحکام
23-صدر مشرف کا غیر ملکی دورہ (یورپ اور امریکہ کا دورہ)
24-پاکستان کی خارجہ پالیسی؟
25-قوم کا اجتماعی مفاد
26-اسرائیل کو تسلیم کرنے کے مضمرات
27-موجودہ عالمی حالات اور ہماری سلامتی کا راستہ
28-داخلی امن استحکام کی حقیقی بنیاد
29-نظریہ پاکستان نمبر
30- آیئے داغ دھوڈالیں! (ہمیں امریکہ کی غلامی سے نکل کر مثبت فیصلے کرنے کی ضرورت ہے)
31- سامان سو برس کا...... (حکومت کا مختلف سیاسی جماعتوں کے ساتھ جوڑ توڑ)
33- ناگزیر مفاہمت (حکومت اور مجلس عمل کے درمیان مفاہمت کی ناکام کوشش
34- فارایکس فراڈ: ذمہ دار کون؟ (فاریکس کمپنیوں کی عیاریاں)
36-سادگی اپنوں کی دیکھ (ہمارے حکمرانوں کے غلط فیصلے)
37-آگ سے مت کھیلیں (پاکستان امریکی احکام نہ مانیں)
38-اسلامی تنظیم کی سربراہی کانفرنس اور جنرل مشرف کے عزائم
40-فرینڈز ناٹ ماسٹرز (امریکہ ہمارا دوست نہیں آقا)
41-داخلی اور خارجی پالیسی میں رویئے کا تضاد
42-یہ ذہنی غلامی (ہم پر غیر مسلموں کے اثرات)
44-امریکہ کی مہم جوئی اور مسلمانوں کا طرزِ عمل
45-صدر مشرف متحدہ مجلس عمل اور ایل ایف او
46-تجاوز: خرابی کی اصل جڑ (اپنے حقوق سے آگے بڑھ کر دوسروں کا حق غصب کرنا)
47-مسئلہ کشمیر اور پاک بھارت قیادت

سلسلہ ایمانیات

[محترم رحمت اللہ بٹر صاحب کے تحریر کردہ قسط وار سلسلے کے مضامین کی فہرست]

39 ایمان باللہ
40 ایمان بالرسالت ﷺ
41 ایمان بالمعاد
42 آخرت کے انکار کی بنیادیں
43 قیامت کا مثبت تصور
44 اسلام کے ستون' عبادات
45 رسومات
46 معاشرتی زندگی کا پہلا گوشہ

افہام و تفہیم

[''افہام وتفہیم'' کے تحت وہ سوالات جمع کئے گئے ہیں جو بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے ان کے ہفتہ وار ''درس قرآن'' کے بعد سامعین کی جانب سے دریافت کئے گئے]

6 کیا اقساط کا کاروبار نا جائز ہے؟
کسی کو بددعا دینا گناہ ہے؟
یہودی ونصرانی علماء کا کہنا ہے کہ وحی بالمفہوم ہے؟
کون سے دو قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی جہنم کے آگ سے چھٹکارے کی نوید ہے؟
کیا افغانستان میں طالبان کی حکومت ''اسلامی حکومت'' تھی؟

7 عاقبت سنوارنے کے لئے ہمیں انفرادی طور پر کیا کرنا چاہئے؟
کسی بزرگ یا پیر کے ہاتھ پاؤں کس حد تک چومنا جائز ہے؟
کیا آدم کو سجدہ کرنے کا حکم صرف فرشتوں کو تھا؟
مقروض کے لئے قربانی جائز ہے یا نہیں؟
حضرت لوطؑ اور نوحؑ کی ازواج اگر کافرہ تھیں تو کیا ان کے ساتھ نکاح ممکن تھا؟
کیا ہر بچہ پیدائشی طور پر مسلمان ہوتا ہے؟
کیا جائز کام کے لئے رشوت دی جاسکتی ہے؟
اپنی بیوی کے متعلق دل بے چین ہے' کیا کروں؟

8 سنت کی حقیقت کیا ہے؟
قرآن پاک کو کم عمری میں یاد کر کے بھول جانے کا کتنا گناہ ہے؟
آدمی شادی کے بعد والدین کی خدمت کس طرح کرے؟
ضرورت کے تحت انشورنس جائز ہے یا نہیں؟
بیوہ کے نکاح کے بارے میں کیا حکم ہے؟
سوتیلی ماں کا کیا مقام ہے؟
اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہ کرنے والی ماؤں کا کیا مقام ہے؟
فضول رسومات سے بچنے کے لئے کس حد تک سختی کرنے کی اجازت ہے؟
چہرے کے پردے کے بارے میں کیا حکم ہے؟
پاکستان عظیم جنگ میں اہم کردار ادا کرنے کیلئے کیا پہلے یہاں اسلام نافذ کر سکے گا؟
کیا نیک اولاد والدین کے لئے صدقہ جاریہ ہے

10 اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے سامنے اونچی آواز میں بات کرنے سے منع فرمایا ہے؟
شرعی پردہ کرنے میں شوہر کا حکم مانوں یا والدہ اور بھائی کا؟
کیا یکبارگی تین طلاقیں کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے؟
داڑھی اور مونچھوں کا سنت طریقہ بتادیں؟
نو اور دس محرم کے روزے کے بارے میں تفصیل سے بتائیں؟
''پاکستان فرسٹ'' کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
نامحرم مرد نامحرم عورت کو قرآن کی تعلیم دے سکتا ہے؟
کیا عراق کے بعد پاکستان کی باری ہے؟

11 غلام احمد پرویز کا قرآن کا ترجمہ پڑھنا صحیح ہے؟
ہماری حکومت اسلامی نہیں تو مسلمان کی حیثیت سے ہمارا کیا فرض ہے؟
مسلمان کی تعریف کیا ہے؟
ہمارے ملک میں اسلامی حکومت کون قائم کرے گا؟

جن لوگوں کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی وہ کدھر جائیں گے؟
فرشتے نوری مخلوق ہیں' اسے کیسے دیکھا جاسکتا ہے؟

13 کیا ٹی وی اور تصویر ایک چیز ہے؟
ایمان اور اسباب میں سے فیصلہ کن چیز کیا ہے؟
بدنی عبادت کے ذریعے ایصال ثواب کیوں نہیں پہنچایا جاسکتا ہے؟
کیا عراق کی جنگ میں مرنے والے شہید ہوں گے؟
اصل نام کے علاوہ دوسرے نام سے پکارنا ٹھیک نہیں لیکن' صحابہ کو دوسرے ناموں سے کیوں پکارتے ہیں؟

15 غزوہ حنین میں نئے ہونے والے مسلمان جہاد کے مراحل سے نہیں گزرے' ان کا قتال ٹھیک تھا؟
کیا حرام کمانے والے کی دعوت کو قبول کرنا چاہئے؟
کیا قیامت کے دن کی ہولناکی پہلے سے وفات شدہ لوگ بھی برداشت کریں گے؟
قتال کے لئے نو منزلوں کا ہونا ضروری ہے؟
مرتد اور قادیانیوں میں کیا فرق ہے' کیا مرتد کو قتل کرنا واجب ہے؟
ارکان اسلام میں سے کوئی رکن ادا نہ کرنے والے کی کیا پوزیشن ہے؟
قادیانیوں کے ساتھ لین دین جائز ہے؟

16 کیا آج کسی کو منافق کہا جاسکتا ہے؟
کیا ظلم یا حق تلفی پر مظلوم ظالم کی ناانصافیاں لوگوں کو بتا سکتا ہے؟
بینک میں جمع شدہ رقم پر سود نہ لینا کیسا ہے؟
موجودہ حالات میں قتال کا فریضہ ادا کرنے کے لئے تنظیم اسلامی کے پاس کیا طریقہ کار ہے؟

19 کیا طلاق رجعی کے لئے نیت ضروری نہیں؟
عمل سے مردے کی حالت معلوم کرنا کہ تکلیف میں ہے یا آرام میں' کیا یہ علم غیب میں نہیں ہے؟
کیا مومن ایمان کی حالت میں چوری کر سکتا ہے؟
یہودیوں کا کس طرح مقابلہ کرنا چاہئے؟
پینٹ پہننا جائز ہے یا ناجائز؟
گاڑی یا دوسری اشیاء بنک سے لیزنگ پر لینا کیسا ہے؟
کیا بچوں کو بت کی شکل والے کھلونوں سے کھیلنے سے منع کرنا چاہئے؟

22 ایک شخص جو زیادہ مقروض ہے' ادا نہیں کر سکتا مر گیا۔ اب اس کا نماز جنازہ ادا کرنا کیسا ہے؟
مسلمان غیر مسلموں سے نفرت کس وجہ سے کرتے ہیں؟
کیا حضور ﷺ نے پہلی وحی کے موقع پر جبرئیل کو نہیں دیکھا؟
تقدیر مبرم اور تقدیر معلق میں کیا فرق ہے؟
حضرت عیسیٰ کے اٹھانے اور واپس آنے کے بارے میں عیسائی اور یہودیوں کا کیا عقیدہ ہے؟
جب حضرت مہدی آئیں گے تو پاکستان میں اسلامی حکومت ہوگی اور لوگ کعبے کی طرف جائیں گے؟
موجودہ ہنگامی صورت حال میں تنظیم اسلامی گوگو کی حالت میں کیوں ہے؟
کیا کشمیر کا جہاد جائز ہے؟
قادیانیوں کے بارے میں کیا خیال ہے اور اس کے ساتھ ملنا کیسا ہے؟
صحابہؓ نے کہا ہم نے ایمان سیکھا۔ یہ کون سا ایمان تھا؟

اگر کشمیر اور فلسطین میں قتال فی سبیل اللہ نہیں تو حق کے لئے قتال کرنے والوں سے کون سا گروہ مراد ہے؟

سورۂ عمران کی آخری رکوع کی روشنی میں ذکر کی بہترین صورت کیا ہے؟

26 کیا پیشہ وکالت جائز ہے؟

نماز میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کا کیا حکم ہے؟

30 اگر کسی کی بیوی شرعی پردہ خلاف شان تصور کرتی ہو تو کیا کیا جائے؟

حضرت عیسیٰؑ کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے پھر عیسائیت بطور مذہب کس طرح وجود میں آئی؟

اسلامی احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کیلئے استقامت کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟

31 شریعت اور منہاج کا مفہوم کیا ہے؟

منہاج موسوی' منہاج عیسوی اور منہاج محمدی کا کیا مطلب ہے؟

32 نماز پڑھنے اور نماز قائم کرنے میں کیا فرق ہے؟

مسجد نبویؐ میں چالیس نمازوں پر جنت کی بشارت صحیح ہے یا موزوں؟

حضورؐ کا فرمان ہے کہ ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو گھر میں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ صرف نماز جمعہ کے لئے ہے یا اور نمازوں کے لئے بھی؟

بچہ کی سالگرہ کی رسم کس قوم کی ہے؟

34 چین' ہندوستان اور یورپ میں انبیاء اور الہامی کتابوں کے کیا آثار ملے ہیں؟

بنی اسرائیل کی طرف زیادہ انبیاء کیوں بھیجے اور اس کو دوسری اقوام پر فضیلت کیوں دی؟

قرآن کے مطابق حضرت آدم وحواؑ کو پہلے جنت میں رکھا گیا اور بعد میں زمین پر بھیجا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

میں 36 سال کی عمر میں راہ راست پر آیا۔ میری پچھلی قضا نمازوں کا کیا ہوگا؟

لیز پر گاڑی لینے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

حضور پاکؐ کے لئے مولانا کا لفظ استعمال کرنا ٹھیک ہے؟

اسرائیل پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے جبکہ آپ نے ایک مرتبہ درس میں بتایا کہ پیغمبروں کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ وضاحت کردیں۔

صبح کی نماز جب کھڑی ہوتی ہے تو اس وقت سنتیں پڑھنا کیسا ہے؟

36 دادا کی موجودگی میں بیٹے کی وفات پر پوتوں کو حصہ نہیں ملتا۔ عہد نبویؐ سے کوئی مثال دیں؟

باپ اپنی زندگی میں جائیداد اپنی اولاد میں تقسیم کر سکتا ہے؟

اللہ سے دعا کرتے وقت قبولیت پر کتنا یقین رکھنا چاہئے؟

عورتوں کو عہد نبویؐ میں مسجد میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا لیکن آج عورتیں مسجد میں آتی ہیں' کیوں؟

میرے خاوند نے مجھے دو طلاقیں دیں اس کے بعد تین ماہ گزر گئے۔ قرآن وحدیث میں کیا حکم ہے؟

اس کی کوئی سند موجود ہے کہ دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے؟

اسلام قیامت سے پہلے پورے عالم میں پھیلے گا کیا۔ مسلمان یونہی یہودیوں اور عیسائیوں کے ظلم کا شکار رہیں گے؟

38 نماز کے بعد تسبیح 33 مرتبہ کرنا چاہئے یا زیادہ مرتبہ؟

کیا یہ حدیث صحیح ہے جس میں حضورؐ نے فرمایا "میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علیؓ اس کا دروازہ ہیں؟"

کیا روحانی باپ سے پردہ کرنا چاہئے؟

دین اسلام میں چالیسویں کی کیا اہمیت ہے؟

کیا زمین کی گردش قرآن سے ثابت ہے؟

ایک عالم دین کا یہ قول ہے کہ شیر کے سامنے اصحاب کہف کے کتے کا ورد کرنے سے شیر بھاگ جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

کیا عورتیں قبر میں جا سکتی ہیں؟

اماں حوا کے بیٹوں' بیٹیوں کی طرح آج بھی بہن بھائیوں کی شادی ہو سکتی ہے؟

یہودیوں کے اسلاف نے جرم کیا تو آج کے یہودیوں کے لئے سزا کس قاعدے سے ہے؟

میرا کوئی کمانے والا نہیں' کیا قومی بچت سے رقم پر منافع لینا درست ہے؟

کلمہ طیبہ میں جان بوجھ کر اضافہ کرنا کفر ہوگا یا بدعت؟

کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت حوا کو حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا کیا؟

بنک کی نوکری میں جائز تنخواہ مقرر کرنے کے لئے کوئی گنجائش ہے؟

طالبان لڑ رہے ہیں لہٰذا خلافت کا اعلان عام کرنا چاہئے؟

ایک آدمی نے مکان دو لاکھ پر گروی رکھا ہے۔ اب کرایہ پر دے دیا۔ کیا یہ کرایہ اس کے لئے حلال ہے؟

جمعہ کی نماز کی کتنی رکعتیں ہیں؟

جمعہ میں سنت رکعتوں کی تفصیل بتائیں؟

جمعہ کے دن تحیۃ المسجد کیسے ادا کریں؟

ایک شخص کے ذمے بہت سی قضا نمازیں ہیں۔ کیا اس کا ادا کرنا فرض نہیں ہوتا؟

سجدہ تعظیمی شرک ہے یا حرام؟

42 خطبہ جمعہ کے وقت ہاتھ باندھ کر بیٹھنا ضروری ہے؟

خطبہ جمعہ کے وقفہ کے دوران دعا مانگی جا سکتی ہے؟

کیا رزق صرف کھانے پینے کی اشیاء کا نام ہے؟

جمعہ کی سرکاری چھٹی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

اگر کوئی شخص نہ حقوق اللہ ادا کرتا ہے نہ حقوق العباد۔ کیا اس کا جہاد کرنا صحیح ہے؟

جہاد کن لوگوں پر فرض ہے؟

کیا کوئی باعمل مسلمان جہاد کر سکتا ہے یا ہر کوئی؟

43 کیا تعویذات کرنے کا عمل صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے؟

سورتوں اور آیتوں کے نقش اسی اہمیت کے حامل ہوئے ہیں؟

حرمت والے مہینے کون سے ہیں ؟

کیا محرم میں شادی نہیں کرنی چاہئے؟

کونسی جماعت قرآن پاک ترجمے اور سمجھ کر پڑھنے سے روکتی ہے جبکہ ایک آیت بھی آگے پہنچانے کا حکم ہے؟

حدیث مبارکہ ہے کہ زمانے کو برا مت کہو اس کا اصل مفہوم کیا ہے؟

متفرق مضامین

[مختلف ومتفرق موضوعات پر شائع ہونے والے مضامین کی فہرست]

1- قصور وار کون؟ (مولانا زاہد الراشدی)

بنگلہ دیش کے سیاسی حالات (مولانا شمیر الدین بنگلہ دیش)

موسیقی اور آلات موسیقی (فرمودات نبویؐ کی روشنی میں) ابوداؤد

2- مساجد کے نظام کی تعمیرنو...... ضرورت واہمیت (حافظ محبوب احمد خان)
3- کیا فردوں کی عقل پہ پردہ پڑ گیا؟ (پاکستانی مسلمان کی فریاد)
پس پردہ "سچ" انگریزی مضمون (آئینہ ندیم)
قرآن کا اجتماعی مطالعہ (بنیادی اصول اور تقاضے) (خرم مراد)
اسلام اور عیسائیت پر انٹرنیٹ کے ذریعے ایک دلچسپ مکالمہ
اسلام اور مغرب کا تہذیبی ٹکراؤ (ظفر آغا، دہلی)
4- مسلمانان عالم کا روزنامچہ
مولانا حسین احمد مدنیؒ اور جناب مجید نظامی (ڈاکٹر اسرار احمد کا مضمون "نوائے وقت" میں)
اسلام اور عیسائیت پر انٹرنیٹ کے ذریعے مکالمہ (دوسرا حصہ)
5- مسلمان اپنی اداؤں پر غور کریں! (شجاع الدین شیخ)
مذہبی جماعتوں کو دروں بینی کی دعوت! (خالد محمود عباسی)
مولانا حسین احمد مدنیؒ، علامہ اقبال اور فرزند اقبال (دوسرا حصہ)
(ڈاکٹر اسرار احمد کا مضمون "نوائے وقت" میں)
6- شہد: فیہ شفاء الناس (عبدالرحمٰن صدیقی)
ویک پوائنٹ: بسنت اور پتنگ بازی: تاریخ و پس منظر (حافظ عبدالرحمٰن طلحہ)
اسلام میں پردے کے احکام (ارشاد احمد حقانی)
7- بنگلہ دیش کی حالت زار اور امریکی عزائم (مولانا محمد ثمیر الدین)
امام حسن البنا شہیدؒ (قاضی عبدالقادر)
8- سبق آموز اور حکمت بھرے چند ظریفانہ واقعات (امام ابن جوزی)
کلوننگ اور اس سے متعلق مسائل کی شرعی حیثیت (حافظ مبشر حسین)
اسمبلی سے باہر اور اندر علماء کرام کی تقریر میں فرق کیوں؟ (قاضی عبدالحلیم حقانی)
فکر تنظیم سے قلبی تعلق کی اہمیت (بنت محمد علی ابراہیم)
9- عراق پر امریکی یلغار اور امت کی ذمہ داری (وسیم احمد)
مریض کی عیادت بہت بڑا ثواب ہے (محمد یونس جنجوعہ)
اب وقت شہادت آیا ہے (انیسہ کوکب)
اسلام میں عورت کے چہرے کا پردہ (عبدالمجیب)
کلوننگ اور اس سے متعلق مسائل (شرعی حیثیت) (۲) (حافظ مبشر حسین لاہوری)
10- گھر والوں کے حقوق (مولانا راحت علی ہاشمی)
ابلیس کی مجلس شوریٰ کا تازہ اجلاس (نجیب صدیقی مرحوم)
کلوننگ اور اس سے متعلقہ مسائل (۳) (آخری قسط) (حافظ مبشر حسین لاہوری)
11- بغیر محنت کئے ساکھ نہیں بنتی (محمد سمیع، کراچی)
شہر آشوب اسلام (امریکہ اور اس کے اتحادی) (ارشاد احمد حقانی)
محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا خصوصی انٹرویو برائے روزنامہ ایکسپریس (وسیم احمد، تجمل حسین)
12- ریاست ہائے متحدہ کی مختصر تاریخ اور اس کے اہم واقعات (ڈاکٹر محمد فاروق خان)
کلمہ کفر کہئے! لیکن علیٰ وجہ البصیرت (اختر ندیم)
خلیج کی حالیہ جنگ، جنگوں کی ماں؟ (وسیم احمد)
کابل میں بھارت کا بڑھتا ہوا اثر و نفوذ (شیخ جابر)
13- زندہ قوت تھی زمانے میں یہ توحید کبھی (مولانا غلام اللہ خان حقانی)
غیبت اور چغل خوری ہمارے گھر کی بربادی کا اصل سبب (بیگم الطاف)
ہمارا طرز عمل اور ہمارے مصائب (شیخ محمد اعظم)
آخر کیوں؟ (صحیح راہ اپنانے کی ضرورت ہے) (سید رضاء الرحمٰن)
شکریہ صدر بش شکریہ! (سید قاسم محمود)

15- قرآن کالج کے طلبہ کا دورۂ وادیٔ سوات (محمد اعجاز)
ہماری نجات کا واحد ذریعہ: اجتماعی توبہ (ڈاکٹر اسرار احمد)
اب امریکہ کی باری ہے! اے پی ایس جعفری کی تحریر (ترجمہ: عاصم محمود)
16- امت مسلمہ کا متحد ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے! (مولانا محمد ثمیر الدین بنگلہ دیش)
اقامت دین کی جدوجہد کیوں اور کیسے؟ (ڈاکٹر اسرار احمد کا امریکہ میں خطاب)
"امت مسلمہ کی زبوں حالی، اسباب اور حل" سیمینار (وسیم احمد)
17- مشورہ اور اس سے متعلق مسائل (مولانا مفتی محمد شفیعؒ)
تنظیم اسلامی کی دعوت اور طریق کار (۱) (محمد اشرف ڈھلوں)
انسانی حقوق کے علمبردار آج پوری انسانیت کے قاتل بن گئے (بادشاہی مسجد کے
امام کے خطبہ جمعہ کی تلخیص) (مرتب: نعیم اختر عدنان)
18- مسلمانانِ عالم کا خواب (ظفر محمود)
تنظیم اسلامی کی دعوت و طریق کار (۲) (محمد اشرف ڈھلوں)
19- خلافت کے ضمن میں شرعی احکام (مولانا ابوالکلام آزاد)
تنظیم کے لئے رفیقات کا کیا رول ہونا چاہئے؟ (رعنا ہاشم خان)
تنظیم اسلامی کی دعوت وطریق کار (۳) (محمد اشرف ڈھلوں)
حضرت عائشہؓ کی امور خانہ داری (سید سلیمان ندوی)
(ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا دورۂ بنگلہ دیش) (۱) (مرتب: ڈاکٹر عبدالخالق)
20- تنظیم اسلامی کی دعوت اور طریق کار (آخری قسط) (محمد اشرف ڈھلوں)
(ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا دورۂ بنگلہ دیش) (آخری قسط) (مرتب: ڈاکٹر عبدالخالق)
21- نجات کی راہ...... سورۃ العصر کی روشنی میں (پروفیسر محمد یونس جنجوعہ)
جیت گئی تو پی ہمارے ہار گئی تو پی کے سنگ (رجوع الی القرآن کورس کے ایک شریک
محمد اکرم انجینئر کے قلبی تاثرات)
ہیں آج کیوں ذلیل......؟ (ملک خدا بخش، سرگودھا)
وقت کی ضرورت (لطف الرحمٰن خان)
رومیوں کو روم میں رومیوں کی طرح رہنے دیں (جاوید چودھری)
22- بنگلہ دیش میں دینی مدارس: نئے رجحانات (ڈاکٹر ممتاز احمد)
طالبان پر تبرا (عرفان صدیقی)
ہم غرور سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ (بنت محمد علی ابراہیم)
23- ہماری دینی ذمہ داریاں؟ (۱) (پروفیسر محمد یونس جنجوعہ)
اب نواب بننے کے لئے کھیل کو ضروری ہے (محمد سمیع)
طوبیٰ گرلز کالج کا تعارف (پرنسپل کالج)
صدر صاحب! اقبال کا اسلام ہی نافذ کر دیجئے (انجینئر نوید احمد)
24- نفاذ شریعت بل (سرحد اسمبلی نے 30 مئی 2003 کو منظور کیا)
ریاض میں خودکش حملے اور سعودی حکومت کی اصلاحات (سلمان راشد)
شیخ رشید صاحب! اسلام کی صحیح تصویر آپ ہی پیش کر دیجئے (چوہدری شہزاد)
25- ایم ایم اے کی قیادت سے ایک امریکی مسلمان کا شکوہ (حفیظ الرحمٰن چوہدری)
26- کچھ اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں (مولانا محمد ثمیر الدین بنگلہ دیش)
ہماری دینی ذمہ داریاں (2) (آخری قسط) (پروفیسر محمد یونس جنجوعہ)
بائیس سال قبل اور آج امیر تنظیم اسلامی (حافظ عاکف سعید کے تاثرات)
27- 3 بلین ڈالر کا پیکیج (تحریر: ڈاکٹر فرخ سلیم ترجمہ: سید افتخار احمد)
عالمی جنگ دور نہیں (گورڈن تھامس ترجمہ: سردار اعوان)
مسئلہ سائن بورڈ پر خواتین کی تصاویر کا (انجینئر نوید احمد)

مسلمانوں پر ایک نظر اور قلب پر تین اثر)(مولانا ابوالحسن علی ندویؒ)
(اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے کے لئے دلائل)(جاوید چوہدری)
اسلامی دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟(یاسر محمد خان)
-28 انسانی کردار میں اخلاق کی اہمیت(ناہید بنت الیقین)
رول ماڈل(مسلمان اور امریکہ)(طیبہ ضیاء)
دانائی کی چوٹی اللہ کا خوف(پروفیسر محمد یونس جنجوعہ)
اب جہاد واقعی ناگزیر ہو چکا ہے(سید قیصر علی)
اسرائیل کا اصلی چہرہ(عابد اللہ جان)
-30 ہم آزادی کی نعمت سے محروم ہیں(ذیشان دانش خان)
قیام پاکستان کے منفرد پہلو اور مشیت ایزدی کے واضح اشارے(ڈاکٹر صفدر محمود)
-31 دین میں روشن کرنیں(1)(محمد ابراہیم انصاری)
بہبود آبادی کا اصل مفہوم(حافظ محمد اقبال)
-32 مولانا اشرف علی تھانویؒ(مولانا سید سلیمان ندوی)
یہ تیلی تماشا نہیں چلے گا(امریکی حربے)(فرید ذکریا)
دین مبین کی روشن کرنیں(2)(محمد ابراہیم انصاری)
پاکستان اور اسرائیل کے خصوصی تعلقات
-33 پاکستان کے اندر کے صیہونی
پاکستان کا قومی عہد و پیمان، پاکستان کے اندر کے صیہونی
قادیانی اپنا جال پھیلاتے ہیں لوٹ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو
یہودی اور قادیانی، اسرائیل کے اندر پاکستان
اسامہ کہاں ہیں؟(سید عاصم محمود)
-34 اسلام مذہب نہیں دین ہے۔(رحمت اللہ بشر صاحب)
انسانی تاریخ کا سب سے بڑا دھوکہ(تیل ہمارا قیمت امریکا کی)(مریم النساء)
-35 مغرب کو اسلام کی دعوت(مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اٹلی کے سرکاری ٹیلی
ویژن کو ایک انٹرویو دیا تھا۔4مارچ1969ء)
سیکولر ذہن کے تضادات(محمد عدنان ہارون)
اسرائیل اور پاکستان کی مماثلتیں(ڈاکٹر علی آصف)
-36 نواب زادہ نصر اللہ خان کی وفات(1918ء۔2003ء)
بیرون پاکستان میں پاکستانی صیہونی(محمد عدنان ہارون)
بھارت تاریخ میں نہیں تو اپنے گریبان میں جھانکے(عابد فاروق)
اصحاب الاخدود
-37 موجودہ دنیائے اسلام کی معیشت و تعلیم عالمی بینک کی ایک تازہ رپورٹ
بچوں کی تربیت کے چند مسائل(ڈاکٹر ام کلثوم)

(ڈاکٹر علی آصف)
امریکی میڈیا سے چند سوالات(ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے متعلق)
(ماخوذ تفسیر ابن کثیر)
اسلامی مہینوں کی وجہ تسمیہ
ضمیمہ عراق نمبر
-38 بوسنیا سے بغداد تک(احمد عرفان)
تاریخ کے دھارے کے برخلاف(ڈاکٹر مظفر اقبال)
امید و بیم کے درمیان(ڈاکٹر سعید محمد)
تحریک میں فعالیت(اپنے اندر تبدیلی)(بنت محمد علی ابراہیم)
اسلامی سربراہی کانفرنس تنظیم(سید عاصم محمود)
-39 مبارک اے اسرائیل مبارکباد!(محمد عدنان ہارون)
اقوام عالم کی عمر کا پیمانہ(ہر قوم کے خاتمے کا ایک وقت ہے)(لطف الرحمٰن خان)
-40 علامہ اقبال اور قیام پاکستان(پروفیسر فتح محمد ملک)
امریکہ کی فوجی مداخلت و جارحیت پر ایک طائرانہ نگاہ
سیرت النبی ﷺ(شاہ عروج بنت شیخ رحیم الدین)
قائداعظم اور دستور پاکستان(ڈاکٹر اسرار احمد)(مرتب:فرید اللہ خان مروت)
-41 ایک نومسلم کا اعتراف حق)(امینہ تھامس)
-42 عیدالفطر:مسلمانوں کا عظیم الشان تہوار(نسیم احمد)
-43 گیارہ ستمبر سے نو نومبر تک(عراق بمقابلہ امریکہ)(طارق چوہدری)
موجودہ حالات میں اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل(ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب عید)
-44 رجوع الی اللہ(صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی)
انداز گفتگو قرآن حکیم کی روشنی میں(سید سلیمان ندوی)
کیا وہ پاگل تھی؟(ایک امریکی نفسیاتی مریضہ نینسی کی باتیں)(طیبہ ضیاء)
آئے آر وائی کے ڈائریکٹر نیوز اینڈ کرنٹ افیئرز ڈاکٹر شاہد مسعود سے انٹرویو
-45 بیگ مرزا وسیم احمد)
غربت کی تباہ کاریاں(1)(جوزف آدم گوڈک کی انگریزی کتاب سے ماخ
(سردار اعوان)
موت العالم موت العالم(مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی)(وفات:11
-46 2003ء)
مروجہ بنکاری اور قرون وسطی میں کامیاب مالیاتی نظام(سردار اعوان)
ہماری نمازیں اور روزے بے اثر کیوں ہیں؟(فرید اللہ خان مروت)
امریکی فوج حیران تھی کہ.....(سعودی عرب کے امن و امان پر)
بلال فلپس)
تنظیم اسلامی کی مختصر کہانی، بانی محترم کی زبانی
47

[قسط وار سلسلے کے مضامین کی فہرست جو
سید قاسم محمود نے تحریر کئے]

1- اسلام کی احیائی تحریکیں اور جدید دنیائے اسلام
2- احیائے و تجدید اسلام سے متعلق چند اصطلاحات
3- اُمت مسلمہ کے عروج و زوال کی کہانی
4- حضرت مجدد الف ثانی کا سیاسی زمانہ(1)
5- حضرت مجدد الف ثانی کا سیاسی زمانہ(2)
6- حضرت مجدد الف ثانی کا سیاسی زمانہ(3)
7- مغل بادشاہ جہانگیر کے مذہبی رجحانات
8- جہانگیر کے مذہبی رجحانات کا دوسرا رخ
9- حضرت مجدد الف ثانی کا مختصر حیات نامہ
10- حضرت مجدد الف ثانی کا معاشرتی اصلاحی پروگرام
11- حضرت مجدد کی گرفتاری اور سزا
12- حضرت مجدد کی قید خانے میں دعوت و تبلیغ
13- حضرت مجدد کا اصل تجدیدی کارنامہ
14- حضرت شاہ ولی اللہ کا سیاسی زمانہ
15- حضرت شاہ ولی اللہ کا مختصر حیات نا
16- حضرت شاہ ولی اللہ کے
17- حضرت شاہ ولی اللہ کی تنقیدی تحر
18- حضرت شاہ ولی اللہ کی تجدیدی تحر
19- حضرت شاہ ولی اللہ کی معاشی تحر
20- حضرت شاہ ولی اللہ کی سیاسی تحر
21- حضرت شاہ ولی اللہ کی جماعت
22- سید احمد اور اُن کی جہادی تحریک

23-ہندوستان میں جہادی تحریک کی ضرورت
24-شاہ عبدالقادر کا حجرہ
25-سیداحمد کے تبلیغی دوروں کے نتائج
26-سیداحمد شہید کا سیاسی ماحول
27-سیداحمد کے زمانے میں مغربی سامراج کا تسلط
28-بنگال میں احیائے اسلام کی تحریک
29-فرائضی تحریک کا نعرہ ”زمین اللہ کی ہے“
30-بنگال میں تیطو میاں کی تحریک

31-مسلمانانِ ہند کی پہلی عوامی جہادی تحریک
32-سیداحمد اور شاہ اسماعیل کا اسلوبِ کار
33-جہاد سے پہلے حج
34-جہاد کا اعلان نامہ
35-میدانِ کارزار اور شہادت
36-تحریک جہاد کا اصل مقصد
37-تحریک جہاد اور مسلمانوں کے مختلف طبقوں کی محرومی
38-شاہ ولی اللہ کی تحریک ایک نئے دور میں

39-سرحد کیوں مرکزِ جہاد بنایا گیا؟
40-سیداحمد شہید کی سیاسی فراست
41-تحریک جہاد کا اصل نصب العین
42-تحریک جہاد کے عقائد و نظریات
43-سیداحمد شہید کی جماعت
44- 1831ء سے 1857ء تک
45-سن ستاون میں عام اقتصادی حالت
46-مغل دربار کے اندرونی حالات

کتاب نما

[اسلام اور پاکستان کے موضوع پر نئی کتابوں پر سید قاسم محمود صاحب کے تبصروں کی فہرست۔ مطالعۂ تصوف (شمارہ 43) پر تبصرہ سید افتخار احمد صاحب نے کیا تھا]

1-میرے زمانے کی دلی (ملا واحدی)
2-مسلمانوں کا سیاسی عروج و زوال (کرن آرم سٹرانگ)
3-آبِ زم زم: غذا بھی، دوا بھی (انجینئر یحییٰ حمزہ کوشک)
4-نومشاہیر کے تاثرات (ملک احمد سرور)
5-نقشِ حیات (مولانا سید حسین احمد مدنیؒ)
6-یہ ایک نصیحت ہے (خرم مراد)
7-وائٹ ہاؤس سے مدینہ تک (محمد انیس الرحمٰن)
8-ہندو اور رام راج کے خواب (ڈاکٹر شبیر احمد)
9-افغانستان کے طالبان (پیٹر مارسڈن)
10-عالم اسلام کے خلاف یہودی عزائم (طارق مجید کموڈور نیوی)
11-پادریوں کے کرتوت (ملک احمد سرور)
12-علامہ عبدالقدوس ہاشمی کے (مقالات و ملفوظات)
16-ہمدرد سائنس انسائیکلوپیڈیا (ہمدرد)
17-محسنِ انسانیت ﷺ (مولانا نعیم صدیقی)
18-تینوں بڑے مذاہب کی بنیاد پرستی (کیرن آرمسٹرونگ)
19-دنیا کا پہلا قرآنی سوفٹ ویئر (حسن رشید)
20-کائنات کے اس پار (محمد منیر)
21-سیرت النبی ﷺ نزولِ قرآن کی روشنی میں (مولانا الطاف جاوید)
22-نبی کریم ﷺ کی عائلی زندگی (حافظ محمد سعداللہ)
23-سیداحمد شہیدؒ کے روحانی سلسلے (سیف نفیس الحسنی)
25-ایک سو احادیث قدسیہ (احادیث قدسیہ کا نیا مجموعہ (محمد عوامہ)
27-چراغ مہر و وفا محترمہ فاطمہ جناح (پروفیسر خالد پرویز)
28-عظیم شخصیات کے آخری لمحات (خواجہ طاہر محمود کوریجہ)

30-منشورِ قرآن (پروفیسر عبدالحکیم ملک)
31-بیسویں صدی کا ممتاز ترین محقق (ڈاکٹر محمد حمیداللہ)
32-اسلامی خطاطی اور خطاط (محمد راشد شیخ)
34-حیات علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (شفیق صدیقی)
ادراکِ زوالِ امت، راشد نیاز، مکتوباتِ مشاہیر بنام اخون عزیز الٰہی
35-یکے از تحفہ بھارت، چند تازہ کتابوں کا پیکٹ
36-دنیا بھر میں مسلمانوں کا قتل عام (عبدالخالق حنیف)
41-ایشیا سے آگے اسلام کا مقدمہ (مہاتیر محمد)
42-علامہ اقبال اور نظریہ پاکستان (محمد شریف طوسی)
43-مطالعۂ تصوف (ڈاکٹر غلام قادر لون)
44-اقبال اور محبت رسولؐ (پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی)

مکتوب شکاگو

[تنظیم اسلامی شمالی امریکا کی فعال کارکن محترمہ رعنا خاں کی جانب سے موصولہ ”مکتوب شکاگو“ کی فہرست]

3_تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کا چھٹا سالانہ اجتماع
6_ویک پوائنٹ
7_صدا بہ صحرا!
9_لیفٹ اوور
10_الکفر ملة واحدہ
13_اسلامک فریڈم آف سپیچ
15_فل ٹائم ورکر!
17_بابا جی!
20_بائیکاٹ کا ہتھیار
22_امریکہ ٹائز
23_خواتین و جرائد
25_معصوم مشرف
32_خاتون اوّل کا آنچل؟
33_اسٹوپڈ امریکہ!
34_گرہ بھنور کی کھلے تو کیونکر؟

36_کوئی تو ہو جو جنرل مشرف کو جگائے
40_استقبالِ رمضان
46_نابیناؤں کی عید! ڈیڈ اینڈ Dead End

انگریزی مضامین

[عابداللہ جان صاحب کے فکری جائزوں پر مشتمل انگریزی مضامین کی فہرست۔ بعض مضامین دوسرے مصنفین کی تحریر ہیں، مثلاً محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب (شمارہ 42,34,32,26) ڈاکٹر علی آصف (شمارہ 6) عدنان رحمٰن (شمارہ 26) ماہر ہتاوت (شمارہ 31) رونلڈ بلیئر (شمارہ 33) ڈاکٹر جاوید اقبال (شمارہ 35) عمران این حسین (شمارہ 36) علامہ محمد اسد (شمارہ 38)]

1-The Choice Between Burqa and Bikni
2-Pakistan : Next on US Menu
3- The US Fading into History
4- The Pak Army Vs Pakistan
5- The Age of Reckoning
6- Islamic Renaissance
7- Standard of Acceptability
8- Admit the Truth
9- Unlearn Old Lessons of Journalism
10- The Illusive Pursuit of Comfort Zone
Brain Drain with shame
11- Chickens of Cooperation coming
Home to roast
12- The Consequences of Denial
15- The Northern Alliance of Islam
16- The neo-mods of Islam
17- The keys to Revival
18- The Real Anti-Americans
19- Just the change of an alphabet
20- Dear Evangelicals
21- The Blip in NWFP

22- Dealing Occupation/ Consolidating Occupation
23- Seize the Future in NWFP
24- The Reign of a compulsive Gambler
25- Forsake Religious Parties Joke of the Century
26- Why Israil is UN Acceptable?The Futility of sending Forces to Iraq
28- The Facade of Israel's Rality
30- Newsweek Spreading Hate
The Real Culprits behind 9/11-

31- Response to "Challenging the Qur'an"
Right Assessment, wrong conclusions
32- Duty of Establishing Islam
33- In the Beginning There was Terror
34- Khilafah on the Pattern of Prophethood : Implementation in modern times
35- Three major events in the recent past
36- The Dilemma of Recongnizing Israel
37- The Trouble with Muslims

38- Jerusalem: The open City
39- Twisted Democracy Reaching critical
40- Free People
42- A Secular or Islamic Pakistan
43- Saudi Arabia Under?
44- Vatican joins the war on Islam
45- Protecting The Bubble of Democracy
46- Sustainers of the Darkness
47- Winning Hearts Vs Destorying Enemy
From Puppet's to People's country

[illegible]

[پاکستان کے مختلف شہروں اور قصبوں میں پھیلے ہوئے تنظیمی مراکز میں اقامتِ دین کے لئے ہونے والی دعوتی سرگرمیوں کی فہرست]

حلقہ لاہور

شمارہ نمبر	رپورٹ	مرسلہ
2	لاہور چھاؤنی کا تربیتی اجتماع	(قرۃ العین)
3	''امریکی عزائم اور عالم اسلام'' کے موضوع پر سیمینار	(محمد انور سعید)
5	دسمبر میں حلقہ لاہور کے شعبہ نشر واشاعت کی سرگرمیاں	(وسیم احمد)
8	لاہور کینٹ کا تربیتی و تنظیمی اجتماع	(قرۃ العین)
8	تقریب تکمیل حفظ قرآن پاک' نشتر کالونی لاہور	(قرآن العین)
11	تنظیم اسلامی لاہور کے نئے رفقاء کے اعزاز میں ظہرانہ	(وسیم احمد)
15	حلقہ لاہور کا ایک روزہ تربیتی اجتماع	نثار احمد خان
19	حلقہ لاہور کا ایک روزہ تربیتی اجتماع	نثار احمد خان
22	لاہور چھاؤنی کے زیر اہتمام جلسہ سیرۃ النبی ﷺ	قرۃ العین
23	ناظم دعوت کا فیروز والا میں خطاب جمعہ	نعیم اختر عدنان
25	حلقہ لاہور کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی اجتماع	امجد محمود
31	پاکستانی فوج عراق بھیجنے پر حلقہ لاہور کا احتجاجی مظاہرہ	فرید اللہ خان
34	حلقہ لاہور نظریہ پاکستان اور اس کے تقاضے	وسیم احمد
36	تربیتی پروگرام ملتزم رفقاء گڑھی شاہو	ذوالفقار علی
39	پاکستان بھر میں دورہ ترجمۃ القرآن کے پروگراموں کی تفصیل	
40	شعبہ دعوت تنظیم اسلامی کا دس روزہ دعوتی پروگرام	فرید اللہ خان
41	اسرہ قرآن کالج کی ماہانہ میٹنگ	کرم داد خان
42	قرآن کالج میں دو زبانی تقریری مقابلہ	محمد اعجاز
46	تفریغ اوقات	ملک احسان الٰہی

حلقہ گوجرانوالہ

شمارہ نمبر	رپورٹ	مرسلہ
3	تفہیم دین کورس	شاہد رضا
5	دوروزہ تربیتی پروگرام	خادم حسین
22	دوروزہ دعوتی پروگرام	شاہد رضا
25	تفہیم دین کورس	شاہد رضا
32	تربیتی پروگرام	خادم حسین
40	ایک روزہ تربیتی پروگرام	خادم حسین

حلقہ گجرات

1	مرکز تنظیم اسلامی میں نماز جمعہ کا آغاز	عبدالرؤف
21	ماہانہ شب بسری	نادر عزیز رندھاوا
32	سہ روزہ تفہیم دین کورس	عبدالرؤف

حلقہ گوجرخان

17	شب بسری	مرتضٰی شاہ
21	تربیتی اجتماع	مرتضٰی شاہ
32	چالیس روزہ تفہیم دین کورس	مرتضٰی شاہ
38	دعوتی و تربیتی پروگرام	حافظ ندیم مجید
46	دعوتی پروگرام	حافظ ندیم مجید

بہاولپور

16	ماہانہ شب بسری	محمد ظفر اقبال
20	ماہانہ شب بسری	محمد ظفر اقبال
26	ماہانہ شب بسری	محمد ظفر اقبال
32	ماہانہ شب بسری	طاہر اقبال
35	ماہانہ شب بسری	طاہر اقبال

بہاولنگر

5	تربیتی اجتماع	وقار اشرف
11	تربیتی پروگرام	وقار اشرف
32	تربیتی اجتماع	ذوالفقار علی

سرگودھا

31	احتجاجی ریلی	ملک خدا بخش
35	دعوتی سرگرمیاں	ملک خدا بخش

ملتان

6	ماہانہ شب بسری	شہباز نور
12	ماہانہ دعوتی اجتماعی	شہباز نور
19	دعوتی اجتماع	شہباز نور
32	مظاہرہ اور ریلی	شوکت حسین

بیروٹ

21	ماہانہ شب بسری	جمیل الرحمٰن عباسی
27	شب بسری	جمیل الرحمٰن عباسی

ہارون آباد

2	شب بسری	(مقصود شاہد)
12	ماہانہ تنظیمی اجتماع	(وقار اشرف)
16	دعوتی وتبلیغی پروگرام	(محمد عظیم)
22	شب بسری	وقار اشرف
34	شب بسری	محمد عظیم
36	ہارون آباد کالج میں درس قرآن	محمد فاروق افضل

صادق آباد

27	پندرہ روزہ اسلامی ورکشاپ	سجاد منصور
38	جلسۂ عام	ناظم نشرواشاعت

ٹوبہ ٹیک سنگھ

24	دعوتی وتبلیغی سرگرمیاں	پروفیسر خلیل الرحمٰن
39	ترجمہ قرآن کی آخری تقریب	پروفیسر خلیل الرحمٰن
41	ایک روزہ تربیتی اجتماع	پروفیسر خلیل الرحمٰن

فیصل آباد

3	دعوتی دورہ	ملک احسان الٰہی
21	چھ روزہ دعوتی پروگرام	حافظ ارشد علی
46	رفیق تنظیم ملک احسان الٰہی کی انفرادی دعوتی سرگرمیاں	

پنڈی گھیپ

2	دعوتی پروگرام	محمد سرفراز
12	دعوتی پروگرام	محمد سرفراز

سرحد شمالی

1	اسرہ امیر کیس دیر بالا کا ایک روزہ دعوتی اجتماع	سعید اللہ خان
11	شب بسری پروگرام	شاہ وارث
11	اسرہ دیر کا ایک روزہ دعوتی پروگرام	سعید اللہ خان
12	حلقہ سرحد شمالی کے دفتر میں درس قرآن پاک کا آغاز	شاہ وارث
16	امیر حلقہ سرحد شمالی دورہ غالیگے ضلع سوات	شاہ وارث
17	دعوتی اجتماع باجوڑ	محمد سعید
18	شب بسری پروگرام	نبی محسن
19	امیر حلقہ سرحد شمالی کا دورہ دیر بالا	شاہ وارث
19	حلقہ سرحد کی شمالی شب بسری	شوکت اللہ شاکر
23	ایک روزہ تفہیم دین کورس	نبی محسن
26	میاندم میں مدرسین کے لئے تربیتی پروگرام	خادم حسین
27	ماہانہ شب بسری	نبی محسن
27	تفہیم دین کورس	شاہ وارث
31	مظاہرہ 17 اگست	نبی محسن
32	ماہانہ شب بسری	محمد سعید
32	پانچ روزہ تفہیم دین کورس	محمد سعید
35	ماہانہ سب بسری	نبی محسن
37	ایک روزہ تفہیم دین کورس	نبی محسن
38	جیل کی رات	شاہ وارث
39	اسرہ دیر کا ایک روزہ دعوتی اجتماع	سعید اللہ خان
42	دیولئی ضلع سوات میں دعوتی پروگرام	احسان الودود
42	دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام	شاہ وارث

سرحد جنوبی

18	عربی گرامر کورس میں شامل احباب کے تاثرات	شیر قادر
18	ایک روزہ تربیتی اجتماع	شیر قادر
39	الہدیٰ کورس اور دیگر اجتماعات	محمد سرور، فضل رحیم

بٹ خیلہ مالاکنڈ ایجنسی

18	بٹ خیلہ میں دفتر اور لائبریری کا قیام	شوکت اللہ شاکر
32	باڑوان اور بٹ خیلہ کا مشترکہ دعوتی پروگرام	تنظیم الحق
37	خصوصی دعوتی پروگرام	احتشام الحق
42	تنظیم اسلامی بی بیوڑ کا دعوتی پروگرام	غلام خان

صوبہ سندھ

9	عراق پر امریکی جارحیت کے خلاف مظاہر	محمد سمیع
13	"وزیر اعظم اور آئین کی بالادستی" امیر تنظیم اسلامی سندھ زیریں	محمد سمیع
13	"توبہ کی منادی" پر ریلی	محمد سمیع
19	ایک روزہ تعارفی کیمپ	نوید کاشفی
22	ماہانہ شب بسری	سید اشفاق حسین
38	ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی کا دورہ	محمد عمران
38	شب بسری پروگرام	توحید خان
41	شب بسری پروگرام	توحید خان

کراچی تنظیم

13	شب بسری	عثمان کاظمی
19	تنظیم اسلامی سوسائٹی کراچی کا تفہیم دین کورس	محمد فیصل منصوری
23	قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں تفہیم دین کورس	عثمان کاظمی
30	تربیت گاہ برائے مدرسین	حافظ خالد محمد شفیع
35	سالانہ اجتماع	عزیر احمد صدیقی
41	خطاب عام	عزیر احمد صدیقی

لانڈھی کراچی

12	خصوصی پروگرام	نوید کاشفی
3	اسرہ سندھ دادو کا خصوصی دعوتی و تربیتی کا پروگرام	ڈاکٹر علی خان لغاری

کوئٹہ

24	امیر تنظیم کوئٹہ کا دورہ خضدار	سلیمان قیوم
34	نقباء کا تربیتی پروگرام	سلیمان قیوم
42	اسرہ کینٹ کوئٹہ کا دورہ ترجمہ قرآن پاک	سلیمان قیوم

اعتذار

ضخامت محدود ہونے کی وجہ سے اس اشاریے میں گوجرہ، سانگلہ، منڈی صادق گنج، وزیر آباد، بھکر، پونچھ باغ، راولاکوٹ، جلال پور، چشتیاں، کورنگی ٹاؤن کراچی اور شاہ فیصل ٹاؤن کراچی کے مراکز کی دعوتی سرگرمیاں شامل نہ ہوسکیں۔ (ادارہ)

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail:abidjan@tanzeem.org)

Winning Hearts Vs Destroying Enemy

Most of the hearts and minds the US assumes to have won are merely mortgaged as long as the US can afford showering favours on them, or until they succeed in misleading the US into certain disintegration.

When an American air strike ripped apart an Afghan village and slaughtered nine children last week, I wrote to a suspected agent, working with the occupation forces in Afghanistan: "See the result of taking GPS points for the US commanders."

He replied: "Destroy your enemy by making him your friend - *Abraham Lincoln*

It reminded me the words of a Chief Executive Officer of a non-governmental organization in Pakistan. When asked about his silence over some contradictory-to-the-Qur'an issues on donor's agenda, he replied: "I understand this contradiction, but we need to extract funds for the poor by showing our agreement. We don't believe in what they say."

Against the backdrop of such "surrender" of hearts and minds at bottom and mid-level, there are duplicitous leaders at the top. Remember General Musharraf's appearance on Pakistan TV in October 2001.

To justify his decision of surrendering everything to the US for its invasion of Afghanistan, the General exonerated himself by giving reference to the Treaty of Hudaibiya between Prophet Muhammad (PBUH) and the pagans of Mecca.

In other words, what General Musharraf indirectly meant was to compromise then and wait for future victories from the position of strength. Who was he deceiving? His masters, or his public? In any case, his sincerity is questionable.

These examples of the select facilitators of direct and indirect occupations and cultural imperialism raise two questions:

1. Is the US really on the way to winning hearts and minds in the Muslim world, when the closest of its "allies" have this kind of thinking?
2. To what extent these sell-outs are alleviating suffering of Muslim masses that have to chafe and fret against the ever increasing tyranny of the US and its allies?

As far as the question of winning hearts and minds is concerned, it is an undeniable reality that those who betray their own people and those who throw their faith in dustbin for a little power here and there can never be trusted. They can never be sincere to the cause of the occupiers. They are faithful to their interests alone.

Loyalty of the little agents in Afghanistan and Iraq would change the moment they fail to receive dollars and satellite phones.

All kinds of moderation and liberalism of the mid-level sell-outs would come to an abrupt end the moment they see their perks gone with the change of wind in Washington. Non-believers should do a quick survey to find out how many "enlightened" moderates are former communist comrades.

The hearts that the US believes it has won belong to those who received, in Daniel Pipes words, "celebration by governments, grants from foundations, recognition by the media and attention from the academy."

Similarly, severe the umbilical chord that sustains most of the Muslim heads of state in their undemocratic and illegally occupied positions at the top, and ask them if they still like to be on the hot warriors of the US phony war on terrorism.

When I shared a new report of the US forces crushing to death yet another 6 children and 2 adults with the note: "When will Abraham Lincoln's formula start working?"; the suspected agent replied: "This is good. At least such killings will reunite Afghans after realizing they are under real occupation."

As far the question of helping Muslim masses is concerned, extracting favours and funds for development through selling our soul and sovereignty never works. News reports indicate that more and more people are going below the poverty line in Musharraf's Pakistan at a time when the General never stops bragging about the dollars he has accumulated by surrendering all that he could imagine so far.

As the direct and occupations prolong, causality figures will rise and associated suffering of Muslim masses will intensify. They will have no option but to ask the US agents for democratic crusade: Referring to Hudaibiya was easy, but where is the conquer of Mecca? Where are your much vaunted development and democracy?

From other under-covers they would expect translation of Abraham Lincoln's formula from theory to reality.

In short, those who pose to have lost hearts and minds to the US sponsored values; those who promise to do the same on mass scale, are actually paving the way for the US destruction with the ever growing number of hearts that see the US only as an enemy.

It is time for the US to admit that it has gone wrong. It has to realize that what it cannot achieve by itself, the sell-outs can never achieve that for it. It has to reverse all policies based on injustice and double standards.

Relying on puppets at any level will not only give it faulty intelligence, fake reports, unreliable cooperation, and false optimism but they will also lead it to sure destruction in the end - may be as a result of their following Abraham Lincoln's hypocritical strategy.

The failure of US and its allies is inevitable because their strategy of winning Muslim hearts is countered by a more powerful feeling of "destroying the enemy" both among its victims of occupations and the growing list of fake allies.

The urge to destroy the enemy is a natural consequence of the gap between the words and deeds of the modern crusaders. The unfortunate reality remains that the Bush administration can vacate the White House due to the fear of Muslim "terror" but they cannot hide from the terror of their conscience in any security bubble. So will they remain insecure, till they meet their fate.

Vol : 12 Regd. No. LRL -50 No. 47

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail:abidjan@tanzeem.org)

From Puppets' to People's Century

To the United States' most favored Muslim dictators.

Dear little tyrants! You may not believe, but as your masters — the super tyrants — are rejoicing over the ultimate humiliation of one of your buddies, our hearts cry for you.

Our hearts cry, not because we will miss your repression after you are gone the same way your role model, Saddam, did. Our own hearts cry out against us for we could not help you see the writing on the wall for you.

We cry, not because our humiliation, death and destruction always precede your capture or a violent death. We cry because you are one of us. It matters little if opportunism makes you paint yourself as communists, Baathists or enlightened moderates.

The millions that are suffering under your inhuman rules know that you have ignored the very first thing you learnt as Muslims. Are not you supposed to ask and repeat several times a day: "Thee alone do we serve and Thee alone do we beseech for help" (Al-Qur'an 1:5)?

We know whom do you trust and who you look forward to for protection. Our hearts cry because we know that the days to your global humiliation after the Shah of Iran, Zia ul Haq, Osama bin Laden, Afghan Mujahideen and Saddam Hussein, are numbered.

Saddam outlived his utility after 40 years. Some of you are employed just a few years ago. Musharraf threw out Nawaz Sharif just in 1999 and became the most favored Muslim monster after 9/11. Karzai emerged under his shadow. You are too fresh to be considered international thugs and out laws.

On the other hand, your senior buddy, Saddam, first became member of a CIA-authorized six-man squad tasked with assassinating then Iraqi Prime Minister Gen. Abd al-Karim Qasim in 1959.

O' the US imposed mini-masters of Muslim's destiny! We see your faces in the humiliated face of Saddam. We are sorry for your fate because none of you have fought and killed as many Muslims in a neighboring Muslim country for the US as Saddam Hussein did for not less than 10 years.

Our hearts cry for you because when your protectors catch you like lambs, they will make their new employees your prosecutor and judges. We, the people, will still be helpless spectators.

Our hearts cry for you because besides prolonging our suffering, you are digging graves for yourself. Digging better holes, you know, will be of no use.

Tomorrow, when your masters humble you, the *New York Times* will forget the crimes of the monster-keepers — your owners and trainers, who unleash such monsters among us..

On your death or capture, the *New York Times* will write: "One indisputable fact ...is that this man ranked with the world's most vicious dictators...His crimes were monstrous" Editors of the *NY Times* will forget, for example, that they have already written in favour of Musharraf on July 03, 2002, in an attempt to force the Americans to think that their "security would be gravely threatened" if Musharraf is not helped. The same editors presented "The Case for the General" on November 12, 1999.

The *Washington Post* and *Boston Globe* will ignore their support and your decades long services as US employees. They will equate you with "murderers who preceded [you], from Hitler to Pol Pot."

Now that you are busy committing crimes against us, no one cares. At the moment, freedom and democracy are reserved for Iraq. However, the moment you fell from grace in Washington, if it survived as we know it.

Los Angeles Times will remember us and take the lead to demand: "He should be tried for his crimes against his people, which are legion and well document."

No one will ask the *Los Angelis Times* if its editors were sleeping for the last 40 years, or they were just waiting for your crimes to get "well documented."

You will, however, stand trial, if you survive, in tribunals established by your masters just a week before your staged capture.

Similarly, as you will reach your destiny one by one, so will democracy and liberation become unavoidable for Muslim countries one by one. At the moment, the US "mainstream" media feel no need to discuss the lack of freedom and democracy in the countries run by the most favored US-monsters.

O' dear dictators of the Muslim world! Before the next one of you gets in line, we appeal you to leave the power to real representatives of the people and let them run these states according to the Qur'an and Sunnah.

Let's move on from the century of puppets to the century of the people. It will take some time to put things in order but it will soon prove to the media-influenced Western public that this form of governance is neither a threat to their interests nor to anyone's basic rights or global security.

Our hearts cry because with the writing for you on the wall, we also see what is in store for us. We know what happens to our homes and sons and daughters when your masters come to liberate us from your tyranny.

Dear dictators! You better leave before your masters come to get you — not for your disobedience, but for their finding better employees, able to offer more services.

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

47

31 دسمبر 2003ء — 7 ذوالقعدہ 1424ھ

2003ء کا مکمل اشاریہ

- حقیقتِ رُوح اور اعجازِ قرآن
- تنظیم کی کہانی' بانیٔ محترم کی زبانی
- مسئلہ کشمیر اور پاک بھارت قیادت

www.tanzeem.org

دعوت وتبلیغ کا اصول

رسول اکرم ﷺ اس اعتبار سے منفرد حیثیت کے حامل ہیں کہ آپؐ نے دعوت وتبلیغ کے تمام عملی مراحل کا نمونہ بھی دیا اور تبلیغی عمل کے لئے بہترین اصول دیئے۔ آنے والے تمام تبلیغی ودعوتی کارکنوں کے لئے اصول بہترین رہنمائی کا کام دیتے رہیں گے۔ قرآن پاک نے اختصار وجامعیت کے ساتھ یہ اصول بیان فرمائے:

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ o﴾ (۳۴) ''اے پیغمبر لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو جو اس کے رستے سے بھٹک گیا' تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے۔''

سید سلیمان ندویؒ کے بقول: تبلیغ و دعوت کے یہ تین اصول مسلمانوں کو سکھائے گئے۔ عقل وحکمت' موعظہ حسنہ اور مناظرہ بطریق احسن۔ مسلمان متکلمین نے بیان کیا ہے کہ تبلیغ ودعوت کے یہ تینوں اصول وہی ہیں' جو منطقی استدلال میں عموماً کام میں لائے جاتے ہیں' یعنی ایک تو برہانیات جن میں یقینی مقدمات کے ذریعے سے دعویٰ کے ثبوت پر دلیلیں لائی جاتی ہیں۔ دوسرے خطابیات جن میں موثر اور دل پذیر اقوال سے مقصود کو ثابت کیا جاتا ہے۔ اور تیسرے جدلیات جن میں مقبول عام اقوال اور فریقین کے مسلم مقدمات سے استدلال کیا جاتا ہے۔ قران پاک نے پہلے طریق کو حکمت' دوسرے کو موعظت حسنہ اور تیسرے کو جدال سے تعبیر کیا اور استدلال کے یہی وہ تین طریقے ہیں جن سے ایک شخص دوسرے کے سامنے اپنے مدعا کو ثابت کرتا ہے۔

خیر یہ تو فلسفیانہ نکتہ آفرینی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ جب ہم کسی کے سامنے کوئی نئی بات پیش کر کے اس کے قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں تو عموماً یہی تین طریقے برتتے ہیں۔ یا تو اس بات کے ثبوت اور تائید میں کچھ دل نشین دلیلیں پیش کرتے ہیں یا اس کو مخلصانہ نصیحت کرتے ہیں اور موثر انداز سے اس کو نیک و بد اور نشیب وفراز سے آگاہ کرتے ہیں یا یہ کرتے ہیں کہ اس کی دلیلوں کو مناسب طریقہ سے رد کر دیتے ہیں۔ اس کی غلطی کو اس پر واضح کرتے ہیں۔ پہلے طریقے کا نام حکمت' دوسرے کا موعظہ حسنہ اور تیسرے کا نام جدال بطریق احسن ہے۔ تبلیغ دعوت کے یہی تین طریقے ہیں۔ پھر قرآن میں دعوت الی اللہ کے ان تین طریقوں حکمت' موعظت' مجادلت کے ساتھ کیونکہ کوئی قید اور تخصیص مذکور نہیں' اس لئے یہ تینوں دعوتیں اپنے عموم اور اطلاق پر باقی رہیں گی اور دعوت وتبلیغ کا عموم یہی ہوسکتا ہے کہ خواہ وہ قولی ہو یا فعلی یعنی مبلغ خواہ زبان سے حق بات کی دعوت دے یا اپنے کسی طرزِ عمل سے' دونوں کا ڈھنگ ایسا ہونا چاہئے کہ مخاطبوں کے دلوں میں حق سرایت کر جائے اور وہ حق کی طرف جھک پڑیں۔ گویا جس طرح داعی ومبلغ کے حسن بیان سے مخاطب کے شبہات رفع ہوتے تھے اور حق وصداقت پر قناعت قلبی اور طمانیت پیدا ہوتی تھی اسی طرح اس کا طرزِ عمل بلکہ ہر نقل وحرکت بھی تبلیغی ہونی چاہئے جس سے لوگ جوق در جوق دائرہ حق میں داخل ہو جائیں۔ حکمت عملی سے ان کے دلوں میں دین پر وثوق وایقان پیدا ہو۔ عملی موعظت سے ان میں قناعت قلبی پیدا ہو اور عملی مجادلت سے ان کے شکوک وشبہات کا قلع قمع ہو جائے۔

ماخذ: رسولِ اکرمؐ کا منہاج دعوت

تحریر: ڈاکٹر خالد علوی

Vol : 12 Regd. No. LRL -50 No. 47

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail:abidjan@tanzeem.org)

From Puppets' to People's Century

To the United States' most favored Muslim dictators.

Dear little tyrants! You may not believe, but as your masters — the super tyrants — are rejoicing over the ultimate humiliation of one of your buddies, our hearts cry for you.

Our hearts cry, not because we will miss your repression after you are gone the same way your role model, Saddam, did. Our own hearts cry out against us for we could not help you see the writing on the wall for you.

We cry, not because our humiliation, death and destruction always precede your capture or a violent death. We cry because you are one of us. It matters little if opportunism makes you paint yourself as communists, Baathists or enlightened moderates.

The millions that are suffering under your inhuman rules know that you have ignored the very first thing you learnt as Muslims. Are not you supposed to ask and repeat several times a day: "Thee alone do we serve and Thee alone do we beseech for. help" (Al-Qur'an 1:5)?

We know whom do you trust and who you look forward to for protection. Our hearts cry because we know that the days to your global humiliation after the Shah of Iran, Zia ul Haq, Osama bin Laden, Afghan Mujahideen and Saddam Hussein, are numbered.

Saddam outlived his utility after 40 years. Some of you are employed just a few years ago. Musharraf threw out Nawaz Sharif just in 1999 and became the most favored Muslim monster after 9/11. Karzai emerged under his shadow. You are too fresh to be considered international thugs and out laws.

On the other hand, your senior buddy, Saddam, first became member of a CIA-authorized six-man squad tasked with assassinating then Iraqi Prime Minister Gen. Abd al-Karim Qasim in 1959.

O' the US imposed mini-masters of Muslim's destiny! We see your faces in the humiliated face of Saddam. We are sorry for your fate because none of you have fought and killed as many Muslims in a neighboring Muslim country for the US as Saddam Hussein did for not less than 10 years.

Our hearts cry for you because when your protectors catch you like lambs, they will make their new employees your prosecutor and judges. We, the people, will still be helpless spectators.

Our hearts cry for you because besides prolonging our suffering, you are digging graves for yourself. Digging better holes, you know, will be of no use.

Tomorrow, when your masters humble you, the *New York Times* will forget the crimes of the monster-keepers — your owners and trainers, who unleash such monsters among us..

On your death or capture, the *New York Times* will write: "One indisputable fact ...is that this man ranked with the world's most vicious dictators...His crimes were monstrous"

Editors of the *NY Times* will forget, for example, that they have already written in favour of Musharraf on July 03, 2002, in an attempt to force the Americans to think that their "security would be gravely threatened" if Musharraf is not helped. The same editors presented "The Case for the General" on November 12, 1999.

The *Washington Post* and *Boston Globe* will ignore their support and your decades long services as US employees. They will equate you with "murderers who preceded [you], from Hitler to Pol Pot."

Now that you are busy committing crimes against us, no one cares. At the moment, freedom and democracy are reserved for Iraq. However, the moment you fell from grace in Washington, if it survived as we know it.

Los Angeles Times will remember us and take the lead to demand: "He should be tried for his crimes against his people, which are legion and well document."

No one will ask the *Los Angelis Times* if its editors were sleeping for the last 40 years, or they were just waiting for your crimes to get "well documented."

You will, however, stand trial, if you survive, in tribunals established by your masters just a week before your staged capture.

Similarly, as you will reach your destiny one by one, so will democracy and liberation become unavoidable for Muslim countries one by one. At the moment, the US "mainstream" media feel no need to discuss the lack of freedom and democracy in the countries run by the most favored US-monsters.

O' dear dictators of the Muslim world! Before the next one of you gets in line, we appeal you to leave the power to real representatives of the people and let them run these states according to the Qur'an and Sunnah.

Let's move on from the century of puppets to the century of the people. It will take some time to put things in order but it will soon prove to the media-influenced Western public that this form of governance is neither a threat to their interests nor to anyone's basic rights or global security.

Our hearts cry because with the writing for you on the wall, we also see what is in store for us. We know what happens to our homes and sons and daughters when your masters come to liberate us from your tyranny.

Dear dictators! You better leave before your masters come to get you — not for your disobedience, but for their finding better employees, able to offer more services.